بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مدیر

عبد القدیر نیاز

بابت ماہِ جمادی الاول / جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ مطابق ماہِ جون / جولائی سنہ ۱۹۴۳ء

ماہِ احسان / وفا سنہ ۱۳۲۲ ہش

جلد ۴۲ عدد ۶-۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء

میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے اور بیرون ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اسکے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے، نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتّر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستّر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز اردو

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۲ | بابت ماہ جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ مطابق جون و جولائی سنہ ۱۹۴۳ء | عدد ۶ و ۷

فہرست مضامین

اسلامی خلافت و شیعہ کتب	ص۲	جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری
تبصرہ بر انجیل برنباس	ص۱۷	حضرت مفتی محمد صادق صاحب
دار البیعت لدھیانہ	ص۲۶	جناب برکت علی صاحب لائق۔ لدھیانہ
جواز تحریف بائبل میں چند باتیں۔	ص۴۰	جناب شیخ غلام مجتبیٰ صاحب دواخانہ نور الدین قادیان
ذکر حبیبؐ	ص۵۳	جناب محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالہ
ادارتیہ		

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ بِذٰلِكَ وَاَخَذَتِ الْعَهْدَ بِهٖ وَكَانَ يَأْخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ كَذٰلِكَ ..... الخ"

پختہ عہد ہے کہ میں بھی ایسا ہی کیا کروں گا جیسا کہ وہ کیا کرتے تھے پس حضرت فاطمہ رض اس پر راضی ہو گئیں اور ابو بکر رض سے اسکے متعلق عہد لے لیا اور حضرت ابو بکر رض اسکا غلہ لیکر انہیں دیدیا کرتے تھے جتنا انکے لئے کافی ہو پھر خلفاء اس کے بعد اسی طرح کرتے رہے۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید جزو ۱۶ مطبوعہ ایران)

پس جب حضرت فاطمہ رض فدک کے معاملہ میں حضرت ابو بکر رض کے فیصلہ سے راضی ہو گئیں، تو اب حضرت ابو بکر رض کو فدک کے متعلق طعن دینا سراسر ناجائز ہے۔ حضرت فاطمہ رض کا حضرت ابو بکر رض کے پاس مقدمہ لے جانا اور ان سے اپنا حق لے لینا اس بات پر روشن دلیل ہے، کہ حضرت ابو بکر رض کو وہ خلیفہ برحق تسلیم کرتی تھیں، اور طاغوت اور غاصب خلافت نہیں سمجھتی تھیں۔ کیونکہ عمر بن حنظلہ سے روایت ہے۔ اس نے کہا:-

"سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِنَا بَيْنَهُمَا مُنَازَعَةٌ فِيْ دَيْنٍ اَوْ مِيْرَاثٍ فَتَحَاكَمَا اِلَى السُّلْطَانِ وَاِلَى الْقُضَاةِ اَيَحِلُّ ذٰلِكَ قَالَ مَنْ تَحَاكَمَ اِلَيْهِمْ فِيْ حَقٍّ اَوْ بَاطِلٍ فَاِنَّمَا تَحَاكَمَ اِلَى الطَّاغُوْتِ وَمَا يَحْكُمُ لَهٗ فَاِنَّمَا يَأْخُذُ سُحْتًا وَاِنْ كَانَ حَقًّا ثَابِتًا لَهٗ، لِاَنَّهٗ اَخَذَهٗ بِحُكْمِ الطَّاغُوْتِ۔"

"میں نے ابو عبداللہ سے پوچھا دو آدمیوں کے بارہ میں اپنے اصحاب سے کہ انکے درمیان نزاع ہو قرض کے بارہ میں یا میراث میں پس وہ مقدمہ لیجائیں بادشاہ کی طرف اور قاضیوں کی طرف، کیا یہ امر حلال ہے؟ ابو عبداللہ نے کہا جو مقدمہ لیجائے انکی طرف حق یا باطل میں پس بیشک وہ مقدمہ لے گیا طاغوت کیطرف، اور جو اس کے لئے فیصلہ ہوگا پس بیشک وہ لیگا ناجائز طور پر اگرچہ وہ اس کا ثابت شدہ حق ہی کیوں نہ ہو اسنے اسے لیا ہے طاغوت کے حکم سے۔

(اصول کافی مشہدی ص ۲۹ و لکھنوی صفحہ ۳۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس حضرت فاطمہ رض جیسی متقیہ، مومنہ قانتہ کا حضرت ابو بکر رض کے پاس مقدمہ لیجاتے اور پھر اُن سے اپنا حق لینے کا امر شیعوں کو اپنے اس مسلمہ اصل کے مطابق اسی صورت میں جائز ماننا پڑیگا کہ جبکہ وہ اس امر کو تسلیم کریں، کہ حضرت فاطمہ رض کے نزدیک حضرت ابو بکر رض سلاطین طواغیت میں سے نہ تھے، بلکہ وہ انہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ برحق یقین کرتی تھیں۔

پس فدک کا معاملہ بھی جسے شیعہ حضرت ابو بکر رض کے خلاف طعن کی صورت میں پیش کیا کرتے ہیں، خدا کے فضل وکرم سے خود انکی مسلمہ کتب سے حضرت ابو بکر رض کی خلافت کے برحق ہونے کے ثبوت میں ایک روشن دلیل کا کام دے رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ کیا شیعہ صاحبان کو حضرت فاطمہ رض کا یہ عقیدہ پسند نہیں۔ اور وہ انہوں پر بھی طعن دراز کرنے کے لئے تیار ہیں؟

حضرت ابو بکر رض کی خلافتِ بلافصل ثابت ہو جانے سے حضرت عمر رض و حضرت عثمان رض کی خلافت خود بخود ثابت ہو جاتی ہے، کیونکہ حضرت ابو بکر رض ہی اسلامی خلافت کی بنیادی اینٹ ہیں۔ دوسرے خلیفے تو ان کے اتباع ہیں۔ تاہم میں مضمون کی ایک حد تک تکمیل کے لئے بعض دلائل حضرت عمر رض کی خلافت کے ثبوت میں بھی پیش کر دینا چاہتا ہوں۔

حضرت عمرؓ کی خلافت پر دلائل

روم و فارس کی فتح کے وعدۂ الٰہی کا حضرت عمرؓ کے ذریعہ ایفاء ہوا

دلیل اول۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (سورۃ مجادلہ ع ۳) کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آئیں گے۔ اس آیت کے شان نزول میں شیعوں کی معتبر تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے:-

"رُوِیَ اَنَّ الْمُسْلِمِیْنَ قَالُوْا لَمَّا رَاَوْا مَا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ الْقُرٰی لَیَفْتَحَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا الرُّوْمَ

روایت کی گئی ہے کہ مسلمانوں نے کہا، جب انہوں نے دیکھا اس بات کو کہ فتح کر رہا ہے انہیں اللہ بعض بستیوں پر ضرور اللہ تعالیٰ ہمیں فتح دیگا روم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَفَارِسَ فَقَالَ الْمُنٰفِقُوْنَ اَتَظُنُّوْنَ اور فارس کے ملکوں پر۔ اس پر منافقوں نے کہا کیا

اَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ كَبَعْضِ الْقُرٰى	تم گمان کرتے ہو کہ فارس اور روم کے ملک بعض عام
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ"	بستیوں کی طرح ہیں، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

آیت مندرجہ بالا کے شان نزول سے یہ بات ظاہر ہے کہ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے روم اور فارس کے ملکوں کے فتح ہونے کی بشارت دی ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمرؓ کی خلافت کے عہد میں پورا کیا۔ اور اس طرح اسنے اپنی فعلی شہادت سے حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام قرار دیا پس جسے خدا تعالیٰ اپنی فعلی شہادت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام قرار دے رہا ہے، اس کی خلافت سے انکار کرنا در اصل خدائی وعدہ کی تکذیب ہے۔ کیونکہ اگر حضرت عمرؓ کو معاذ اللہ غاصبِ خلافت قرار دیا جائے، تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روم اور فارس کے ملکوں فتح کا وعدہ کیا، اسے پورا نہ کیا۔ حالانکہ خدائی شان یہ ہے، کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

ارضِ کنعان کی فتح کا وعدہ اور حضرت عمرؓ کے ذریعہ اس کا ایفاء

دلیل دوم۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (سورۃ انبیاء ع ۷) کہ بیشک ہم نے الذکر (تورات) کے بعد زبور میں لکھا ہے، کہ زمین موعودہ (کنعان) کے میرے صالح بندے وارث ہوں گے۔

چنانچہ تورات کتاب پیدائش ۱۷ میں لکھا ہے:۔

"میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس پر تو پردیسی ہے دیتا ہوں کہ ہمیشہ کے لئے ملک ہو۔"

اور زبور ۳۷ میں لکھا ہے:۔

"لیکن وہ جو دل کے حلیم ہیں، زمین کے وارث ہوں گے جن پر اس کی برکت ہے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن پر اس کی لعنت ہے، کٹ جائیں گے۔"

اب اس موعودہ زمین کے وارث حسب وعدہ تورات و زبور و قرآن مجید حضرت عمرؓ اور اُن کے اتباع و معتقدین ہی ہوئے ہیں۔ پس یہ بھی ایک آسمانی اور خدا کی فعلی شہادت ہے، جو حضرت عمرؓ کو عبد صالح قرار دے کر آپ کی خلافت برحق ہونے پر مُہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔

حضرت عمرؓ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

دلیل سوم۔ شیعوں کی معتبر کتاب ابحار الانوار میں کتاب الاسماء والمعالم کے باب میں ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ:

"رَوَى الْعَيَّاشِيُّ عَنِ الْبَاقِرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِيْ جَھْلِ ابْنِ ھِشَامٍ"

عیاشی نے امام باقر سے روایت کی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ غلبہ دے عمر بن خطاب کے ذریعہ یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعہ۔

یہی روایت تفسیر صافی جلد ۲ صفحہ ۷ مطبوعہ بمبئی پر بھی موجود ہے۔ نیز اسی قسم کی روایت شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید کی جزو اول صفحہ ۲۵ پر بھی موجود ہے، اور یہاں اس کے مطابق حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا بھی ذکر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے مطابق حضرت عمرؓ اسلام میں داخل ہوئے، اور پھر اپنی ساری عمر اسلام کو غالب کرنے میں نہایت کوشش اور تندہی سے مصروف رہے۔ اور خدا تعالیٰ نے انکی اس سعی کو بار آور بھی کیا۔ اور اسلام کو آپکی خلافت کے زمانہ میں دیگر ملل و اقوام کی عظیم الشان حکومتوں پر غلبہ عطا فرمایا۔ اب اگر حضرت عمرؓ کے زمانہ کی فتوحات اور انکی کامیابی کو اسلامی غلبہ کا موجب نہ سمجھا جائے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے متعلق تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ جناب الٰہی میں معاذ اللہ مقبول نہ ہوئی۔ اگر شیعہ صاحبان ہماری طرح یہ یقین رکھیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول ہو گئی ہے، تو پھر انہیں حضرت عمرؓ کی خلافت کو برحق ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول ہو کر انکی خلافت کے برحق ہونے پر شاہد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناحق ہے۔

حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ کی خلافت پر یقین

دلیل چہارم حضرت عمرؓ کی خلافت کو حضرت علیؓ بھی برحق تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت علیؓ اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:- "لِلّٰهِ بِلَادُ فُلَانٍ لَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ وَدَاوَی الْعَمَلَ وَخَلَّفَ الْبِدْعَةَ ذَهَبَ نَقِيَّ الثَّوْبِ قَلِيْلَ[1] الْعَيْبِ اَصَابَ خَيْرَهَا وَسَبَقَ شَرَّهَا اَدّٰی اِلَی اللّٰهِ طَاعَتَهٗ وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهٖ" (نہج البلاغہ مشہدی صفحہ ۸۱ و ۸۲، و مطبوعہ طہران صفحہ ۱۷۸)۔

کیا ہی اچھی حکومت ہے فلاں شخص کی جس نے البتہ کجی کو سیدھا کیا اور روحانی بیماریوں کا علاج کیا اور بدعت کو پیچھے چھوڑا پاک لباس کے ساتھ بے عیب (دنیا سے) گیا، اس نے خلافت کا اچھا زمانہ پایا، اور اس بُرے زمانہ سے پہلے گذر گیا۔ اسنے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اس کا تقویٰ اختیار کیا جیسا کہ تقویٰ کا حق تھا۔

اس خطبہ کے متعلق شیعہ شارحین میں اختلاف ہے۔ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ اسے حضرت عمرؓ کے حق میں قرار دیتے ہیں۔ مگر ابن میثم بحرانی اپنی شرح میں لکھتے ہیں:- اِنَّ اِرَادَتَهٗ لِاَبِیْ بَكْرٍ اَشْبَهُ مِنْ اِرَادَتِهٖ لِعُمَرَ۔ کہ حضرت علیؓ کی مراد لفظ فلاں سے اس جگہ زیادہ مناسب یہی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ بہرحال فلاں کے لفظ سے مراد حضرت ابوبکرؓ ہوں یا حضرت عمرؓ۔ اس میں تو

---

[1] قَلِيْلُ الْعَيْبِ کے معنے میں نے بے عیب کئے ہیں مطابق محاورہ عرب اور برعایت قرینہ ذَهَبَ نَقِيَّ الثَّوْبِ کہ وہ پاک لباس کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے۔ درست ہیں۔ حماسی ایک شعر اپنے دیوان میں لکھتا ہے جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ؎ قليل التشكي للمهمّ يُصِيْبُهٗ۔ اور شارحین قلیل التشکی سے یہ معنے لیتے ہیں کہ وہ بالکل شکایت نہیں کرتا۔ اگر قلیل العیب کے معنے کم عیب والا ہی لئے جائیں تو یہ قول حضرت علیؓ پر برعایت احتیاط ہوگا کیونکہ دراصل بے عیب تو خدا ہی کی ذات ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ اپنے متعلق بھی فرماتے ہیں۔ لَا تَكُفُّوْا عَنْ مُخَالَفَةٍ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی کلام نہیں کہ اس خطبہ میں حضرت علیؓ نے انکی حکومت و خلافت کی بیحد تعریف فرمائی ہے۔ اور انہیں پورا متقی اور خدا تعالیٰ کا فرمانبردار قرار دیا ہے۔

شیعہ علماء چونکہ اس خطبہ کو اپنے موجودہ عقائد کے جن پر شیعوں کا اجماع ہے، کے خلاف پاتے ہیں۔ اس لئے وہ اس کی توجیہات کے لئے بہت پریشان ہوتے ہیں۔ اور ابن میسم بحرانی نے شرح نہج البلاغہ میں اسکی یہ توجیہہ بھی لکھی ہے:۔

"جَازَ اَنْ یَکُوْنَ ذٰلِکَ عَلٰی وَجْہِ اِسْتِصْلَاحِ مَنْ یَعْتَقِدُ خِلَافَۃَ الشَّیْخَیْنِ وَاسْتِجْلَابِ قُلُوْبِھِمْ بِمِثْلِ ھٰذَا الْکَلَامِ"۔ کہ جائز ہے کہ یہ مدح خلاف شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے معتقدین کی صلح جوئی اور ان دونوں کو اس قسم کے کلام سے جذب کرنے کے لئے ہو۔

غلط توجیہہ کی تردید یہ توجیہہ پڑھ کر تو میرا بدن کانپ اٹھتا ہے کیونکہ یہ شیعہ عالم گویا ہمیں یہ بتا رہا ہے، کہ حضرت علیؓ نے اس خطبہ میں حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ کی دل سے تعریف نہیں کی، بلکہ محض ان کے معتقدین کی صلح جوئی اور جذب قلوب کی خاطر معاذ اللہ کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ حالانکہ جب حضرت علیؓ خود فرماتے ہیں، کہ جو شخص لوگوں میں دورخی اختیار کرتا ہے، اور انمیں دورنگی باتیں کرتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ملاحظہ ہو نہج البلاغہ مطبوعہ طہران ص۹۸ و ۹۹۔ تو اس کی موجودگی میں آپ خود کیسے دورنگی اختیار کر سکتے تھے۔

ایمان کی تعریف ماسوا اس کے حضرت علیؓ ایمان کی تعریف فرماتے ہیں:۔ اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَیْثُ یَضُرُّکَ عَلَی الْکَذِبِ حَیْثُ یَنْفَعُکَ (نہج البلاغہ طہرانی ۹۲)

(بقیہ حاشیہ) بِحَقٍّ اَوْ مَشْوَرَۃٍ بِعَدْلٍ فَاِنِّیْ لَسْتُ بِفَوْقِ اَنْ اُخْطِیَٔ کہ تم مجھے سچ بات کہنے اور انصاف کے ساتھ مشورہ دینے سے نہ رکو کیونکہ میں خطا اور غلطی سے بالاتر نہیں ہوں (نہج البلاغہ طہرانی ص۱۶۹)۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ایمان یہ ہے، کہ تو راستبازی کو جو تجھے نقصان پہنچائے اس جھوٹ پر ترجیح دے جو تجھے نفع دے۔ تو آپ حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ کی جھوٹی تعریف کر کے کس طرح خلافِ ایمان فعل کا ارتکاب کر سکتے تھے۔ خصوصاً جبکہ شیعہ اصحاب انہیں امام معصوم بھی مانتے ہیں۔ کیا امام معصوم محض مصلحت جوئی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی خاطر جھوٹ کو سچ پر ترجیح دے سکتا ہے۔ جبکہ وہ ایسے فعل کو خود خلاف ایمان بھی سمجھتا ہو۔

(نوٹ) میں نے چونکہ حضرت علیؓ کے اس خطبہ کو حضرت عمرؓ کے متعلق سمجھا ہے۔ اس لئے اسے انہی کے خلافت حقہ کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔

تفسیرِ سروری

یعنی جماعت احمدیہ کے مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو اردو میں چھپتی رہی ہے اور جس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے اس کی گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارہ تک کی ہے، مگر درحقیقت اس میں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اس کے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اس کے کل ۲ ہزار صفحے ہیں۔ پہلے اس کی قیمت ۱۵ روپیہ تھی، مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اس کی رعایتی قیمت صرف ۶ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر رسالہ ریویو (اردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرا لیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیگا۔ مجلد کی قیمت سات روپے آٹھ آنے ہے ؎

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ ریویو اردو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبصرہ برانجیل برنباس

(از حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

(۲)

اس انجیل کو پڑھ کر کون مسلمان ہوا اِس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ ضرور اس کے مطالعہ سے بہت سے عیسائی مسلمان ہوئے ہوں گے لیکن ایسی باتیں تاریخی تحریروں میں کم آئی ہیں۔ ابھی تک میری نگاہ میں کوئی ایسی تاریخی کتاب نہیں آئی جس میں ان باتوں کا ذکر ہو۔ بحیرہ راہب و نسطورہ رومی عیسائیوں کے متعلق میں نے بھی ایسا سنا ہے کہ وہ اس انجیل کو پڑھ کر مسلمان ہوئے تھے۔ مگر اس کا مستند حوالہ کوئی مجھے نہیں ملا۔

تئیس اناجیل اِس انجیل کے سوا اور تئیس انجیلیں ہیں۔ جو غیر معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ مگر بظاہر ان میں نبوت محمدیہ کا کوئی ذکر نہیں۔ یہ اناجیل انگریزی زبان میں ملتی ہیں۔ انگریزی زبان میں یہ سب ایک کتاب کی صورت میں جمع کی گئی ہیں۔ اب پہلے ہم ان صحیفوں کے نام درج کرتے ہیں، جو پرانے عہدنامہ کا اپیاکرفا کہلاتے ہیں اور وہ تعداد میں ۱۴ ہیں۔

پرانے عہدنامہ کا اپیاکرفا

کتنے باب ہیں	بحروف اردو	بحروف انگریزی	نمبر شمار
۹	ایس دراس اول	I. Esdras	1
۱۶	ایس دراس دوم	II Esdras	2
۱۴	طوبت	Tobit	3
۱۶	یہودت	Judith	4
۷	ایستھر	Esther	5

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر شمار	بحروف انگریزی	بحروف اردو	کتنے باب ہیں
6	The Wisdom of Solamon	حکمت سلیمان	۱۹
7	The Wisdom of Jesus	حکمت یسوع	۵۱
8	Baruch	باروخ	۶
9	The Song of three Holy Children	تین مقدس بچوں کا گیت	۱
10	The History of Susanna.	تاریخ سوسنا	۱
11	History of the Destruction of Bel and Dragon	تاریخ ہلاکتِ بعل و اژدہا	۱
12	The Prayer of Manasses King of Judah	دعائے منسّی شاہ یہودا	۱
13	The First Book of the Maccabees.	میکابیز کی پہلی کتاب	۱۶
14	The Second Book of the Maccabees.	میکابیز کی دوسری کتاب	۱۵

عربی و اردو نسخے انجیل برنباس پہلے انگریزی میں ہی چھپی تھی، اور اسی سے عربی میں اور اردو میں ترجمے ہوئے۔ اس واسطے انمیں کوئی فرق نہیں

موجودہ عیسائی برنباس کو مسیح کا حواری اور ولی اللہ مانتے ہیں۔ کیتھالک فرقے کے لوگ اس کی تصویریں بھی منجملہ اور تصویروں کے اپنے گرجا میں لٹکاتے ہیں، اور اس کی طرف منہ کرکے دعائیں مانگتے ہیں۔

مذکورہ بالا چودہ کتابیں جن کی فہرست دی گئی ہے، یہ تورات کا اپاکرفا ہے۔ ان کتابوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیتھالک فرقہ کے عیسائی الہامی سمجھتے ہیں، اور اپنی بائبل میں شامل رکھتے ہیں۔ لیکن پراٹسٹنٹ عیسائی انکو الہامی تسلیم نہیں کرتے، اور اپنی بائبل میں شامل نہیں کرتے۔ ان کے علاوہ انجیلوں کا ایپاکرفا الگ ہے۔ اس میں ۲۳ کتابیں ہیں۔ اسمیں برنباس بھی شامل ہے۔ اس کتاب برنباس کے ۱۵ باب ہیں، مگر اسمیں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں۔ ان ۲۳ کتابوں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:-

(۱) میری۔ تعداد ابواب ۸ - (۲) پروٹی وینجی این۔ " ۱۶ - (۳) بچپن " ۲۲ - (۴) بچپن " ۴ - (۵) مسیح اور ایپ گراس۔ " ۲۲ - (۶) عقیدہ حواریاں۔ " ۱ - (۷) لاؤتوسی این۔ " ۱۱ - (۸) پال اور سنیگا۔ " ۱۲ - (۹) پال اور ٹھکرہ - " ۱۲ - (۱۰) کارن تھی این - " ۲۳ - (۱۱) کارن تھی ان۔ " ۴ - (۱۲) برنباس۔ " ۱۵ - (۱۳) ایفی سی ان - " ۴ - (۱۴) میگ نی سی ان - " ۴ - (۱۵) ٹرالی انس - " ۴ - (۱۶) رومنس - " ۳ - (۱۷) فلاڈل فی انس - " ۳ - (۱۸) سمیرنی آنس - " ۳ - (۱۹) لوی کارپ " ۳ - (۲۰) فل فی انس - " ۴ - (۲۱) ہرمس نمبر ۱ مکاشفات۔ " ۴۰ - (۲۲) ہرمس نمبر ۲ احکام " ۱۲ - (۲۳) ہرمس نمبر ۳ تمثیل - " ۱۰ -

برنباس کا نام برنباس کا اصلی نام یوسف تھا۔ چونکہ وہ تبلیغی تقریریں بہت اچھی کرتا تھا۔ اس نے مختلف ممالک میں سفر کرکے قابل تعریف تبلیغ کا کام سرانجام دیا۔ اس واسطے حواریوں نے اس کا نام برنباس رکھا۔ جس کے معنے ہیں ابن النبی یعنی نبی کا بیٹا، کیونکہ کثرت تبلیغ کے سبب وہ عیسٰی نبی کا وارث ٹھیرا۔ کتاب ہیسٹنگز انسائیکلوپیڈیا کے صفحہ ۳۵۱ جلد ۶ میں لکھا ہے، کہ برنباس کی انجیل قدیمی ناستک انجیلوں میں بھی شامل تھی۔

موجودہ جنگ کے متعلق پیشگوئی انسائیکلوپیڈیا جلد ۶ صفحہ ۲۸۴ پر بحوالہ برنباس لکھا ہے، کہ مسیح کی آمد ثانی کے وقت دنیا آگ اور خون سے تباہ کیجائے گی۔ اس کا نمونہ اس زمانہ میں پچھلی جنگ عظیم میں دیکھا جاچکا ہے، اور اس سے بڑھ کر اس جنگ اعظم میں دیکھا جارہا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی خلافت
اور
شیعہ کتب

(از جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری)

۲

قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں، جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافتِ حقہ کی مؤید ہیں، لیکن میں برعایت اختصار انہی دو قرآنی دلیلوں پر اکتفاء کرتا ہوں۔ اور اب اس کے بعد شیعہ کتب سے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی خلافت حقہ کے ثبوت میں شہادات پیش کرتا ہوں۔ اِن شہادات کے ضمن میں شیعوں کے اس خیال کی بھی خود بخود کامل بیخ کنی ہو جاتی ہے، کہ حضرت ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے حضرت علیؓ کی خلافت کو غصب کر لیا تھا۔

دلیل دوم۔ شرح نہج البلاغہ میں ایک روایت یوں درج ہے:-

قَالَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ مَا غَضِبْنَا إِلَّا فِي الْمَشُورَةِ وَإِنَّا لَنَرَى أَبَا بَكْرٍ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا وَإِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَإِنَّا لَنَعْرِفُ لَهُ سُنَّةً وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ بِالصَّلٰوةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ۔ (شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید شیعی جلد ۱ جزو ۲ صفحہ ۵)

کہا علیؓ اور زبیرؓ نے ہم نے صرف اسی امر کا فیصلہ کیا ہے جو مشورہ میں (ابو بکر کی خلافت کے بارہ میں) طے ہوا اور ہم جانتے ہیں ابو بکر کو سب لوگوں میں زیادہ حقدار (خلافت) کا کیونکہ وہ صاحب الغار ہیں اور ہم جانتے ہیں ابو بکر کے متعلق سنتِ نبوی اور بیشک انہیں حکم دیا رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا۔ اس حال میں کہ آپ زندہ تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بادشاہ کی بائبل اور سوسائٹی کی بائبل میں فرق

اسجگہ اس امر کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا، کہ جب ایڈورڈ بادشاہ تخت نشین ہوا، وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا زمانہ تھا۔ اس وقت اخباروں میں یہ شائع ہوا، کہ لنڈن کی بائبل سوسائٹی نے ایڈورڈ کی تخت نشینی پر بادشاہ کو اپنے ہاں کی چھپی ہوئی ایک بائبل بطور تحفہ پیش کرنی چاہی، مگر بادشاہ کے پیر پادری نے اس بائبل کے قبول ہونے کو یہ کہہ کر رد کرا دیا، کہ "سوسائٹی کی چھپی ہوئی بائبل مستند نہیں ہے۔ ہمارا بادشاہ صرف اس بائبل کو قبول کر سکتا ہے، جو شاہی گرجے میں رکھی جاتی ہے۔" اس خبر کو پڑھ کر میں نے ولایت کے ایک کتب فروش کو جس سے میں کتابیں منگوایا کرتا تھا اور جس کا نام لیوزک اینڈ کمپنی (Luzac & Co.) ہے، ایک خط لکھا اور اخباروں کا حوالہ دیکر فرمائش کی کہ جو بائبل۔ سوسائٹی بادشاہ کو پیش کرنا چاہتی تھی اس کا ایک نسخہ اور جو بائبل کہ بادشاہ کے گرجا میں رکھی جاتی ہے اس کا بھی ایک نسخہ مجھے بھیجدیں، تاکہ ہم خود دیکھیں کہ ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ جب وہ دونوں بائبلیں ولایت سے آگئیں تو سوسائٹی کی بائبل تو وہ تھی، جو یہاں کے مشنری شائع کرتے تھے۔ لیکن بادشاہ کی بائبل میں پرانے اور نئے عہد نامہ کے درمیان چودہ صفحے زائد تھے، جن کو بادشاہ اور ان کا پیر پادری الہامی تسلیم کرتے ہیں لیکن سوسائٹی والے تسلیم نہیں کرتے۔ اب یا تو بادشاہ کی بائبل محرف و مبدل ہے یا سوسائٹی کی محرف و مبدل ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بائبل میں تحریف و تبدیل ہو چکی ہے، اور قرآن پاک کا فرمانا سچ ہے۔ یہ ہر دو بائبلیں ہماری مرکزی لائبریری میں موجود ہیں۔

انجیل برنباس میں آنحضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

اب ہم انجیل برنباس کی چند آیات کو بطور نمونہ کے درج کرتے ہیں۔ جن میں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہے:- (۱) باب ۳۹ آیت ۱۴-۱۶ "پس جب کہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کی طرح چمکتی دیکھی جس کی عبارت تھی۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) انجیل برنباس باب ۴۴ آیت ۲۷۔ "وہ کیسا مبارک زمانہ ہے جس میں کہ یہ رسول دنیا میں آئے گا۔ تم مجھے سچا مانو۔ ہر آئینہ میں میں نے اسکو دیکھا، اور اسکی تعظیم کی جیسا کہ ہر ایک نبی نے اسکو دیکھا ہے۔ کیونکہ اللہ نے ان نبیوں کو اس رسول کی روح بطور پیشگوئی کے عطا کی ہے۔ اور جبکہ میں نے اسکو دیکھا، میں تسلی سے بھر کر کہنے لگا۔ اے محمدؐ! اللہ تیرے ساتھ ہو، اور مجھ کو اس قابل بنائے کہ میں تیری جوتی کا تسمہ کھولوں۔ کیونکہ اگر میں یہ شرف حاصل کر لوں تو بڑا نبی اور اللہ کا قدوس ہو جاؤں گا۔ اور جبکہ یسوع نے اس بات کو کہا، اسنے اللہ کا شکر ادا کیا۔"

اس آیت میں بھی مسیح موعودؑ کی آمد کی طرف اشارہ ہے۔ مسیح ناصری کی اس امر کی خواہش تھی، کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا موقعہ پائے۔ اور یہ امر اسی صورت میں ممکن تھا کہ مسیح ناصری کا بروز اور ظہور مسیح محمدی میں ہو۔

(۳) انجیل برنباس باب ۱۶۳۔ آیات ۳ تا ۱۱۔ "اسوقت یسوع نے کہا۔ بھائیو! اس میں شک نہیں کہ برگزیدگی کا سابق میں ہو جانا ایک بڑا بھاری راز ہے۔ تا آنکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اسے صاف طور پر نہیں جانتا مگر فقط ایک ہی انسان۔ اور وہی انسان ہے کہ اس کی طرف قومیں گردن اٹھا کر دیکھ رہی ہیں۔ وہ ایسا انسان ہے، کہ اللہ کے راز اس پر پوری طرح واضح و جلی ہوں گے۔ پس نیک نصیب ان لوگوں کے جو اس کے کلام پر کان لگائیں گے۔ جب کہ وہ دنیا میں آئے گا۔ اس لئے کہ اللہ اس پر سایہ کرے گا۔ جیسا کہ یہ کھجور کا درخت ہم پر سایہ کر رہا ہے۔ ہاں بے شک جس طرح یہ درخت ہم کو جلانے والے آفتاب کی دھوپ سے بچاتا ہے، ویسے ہی اللہ کی رحمت ایمان والوں کو اس نام کے ذریعہ شیطان سے بچائے گی۔

شاگردوں نے جواب میں کہا۔ "اے معلّم! وہ آدمی کون ہوگا جس کی نسبت تُو یہ باتیں کہہ رہا ہے اور جو کہ دنیا میں عنقریب آئیگا؟"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یسوع نے دلی خوشی کے ساتھ جواب دیا۔ بیشک محمد رسول اللہ ہے اور جب وہ دنیا میں آئے گا تو اس اصلی رحمت کے وسیلہ سے جس کو وہ لائے گا۔ انسانوں کے مابین نیک اعمال کا ذریعہ ہوگا۔ جس طرح سے کہ مینہ زمین کو پھل دینے والی بنا دیتا ہے۔ بارش کے عرصہ دراز تک بند رہنے کے بعد پس وہ سفید ابر اللہ کی رحمت سے بھرا ہوا ہے۔ اور یہی رحمت ہے کہ اللہ ایمان والوں پر اس کی پھوار پانی کی بوندوں کی طرح نثار کرے گا۔"

(۴) انجیل برنباس باب ۴۳ آیات ۱۳ تا ۲۱۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک نبی جب آتا ہے تو فقط ایک ہی قوم کے لئے اللہ کی رحمت کی نشانی اٹھا کر آتا ہے۔ اور اسی وجہ سے ان انبیاء کا کلام اس قوم سے آگے نہیں بڑھا۔ جس کی جانب وہ بھیجے گئے تھے۔ لیکن رسول اللہ جب آئیگا، اللہ اس کو وہ چیز عطا کرے گا جو اس کے ہاتھ کی انگشتری کی مانند ہے۔ پس وہ زمین کی ان تمام قوموں کے لئے اخلاص اور رحمت لائے گا، جو اس کی تعلیم کو قبول کریں گی۔ اور عنقریب وہ ظالموں پر ایک زور کے ساتھ آئے گا، اور بتوں کی عبادت کو مٹا دے گا کہ شیطان ذلیل و خوار ہوگا۔ کیونکہ اللہ نے ابراہیم سے ایسا ہی وعدہ کیا ہے۔ اور کہا ہے، "تو دیکھ کہ میں تیری نسل سے تمام زمین کے قبیلوں کو برکت دوں گا۔ اور جس طرح کہ تو نے اے ابراہیم بتوں کو توڑ کر پارہ پارہ کر دیا ہے، ویسے ہی تیری نسل کرے گی۔"

"یعقوب نے جواب دیا۔ اے استاد! ہم کو بتا کہ یہ عہد کس سے کیا گیا ہے؟ اس لئے کہ یہود کہتے ہیں کہ یہ (عہد) اسحٰق سے ہوا ہے۔ اور اسماعیلی کہتے ہیں اسمٰعیل سے۔

یسوع نے جواب دیا۔ "داؤد کس کا بیٹا تھا اور کس کی نسل سے؟"

یعقوب نے کہا۔ "اسحٰق کی اولاد سے۔ کیونکہ اسحٰق یعقوب کا بیٹا تھا اور یعقوب یہوذ کا باپ جس کی نسل سے داؤد ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تب اسوقت یسوع نے کہا۔" اور جب رسول اللہ آئیگا تو وہ کس کی نسل سے ہوگا۔"

شاگردوں نے جوابدیا۔" داؤد کی نسل سے"

تب یسوع نے جوابدیا۔ تم اپنے آپکو دھوکہ میں نہ ڈالو، کیونکہ داؤد اسکو روح میں یہ کہتے ہوئے " رب " کے نام سے پکارتا ہے۔ اللہ نے میرے رب سے کہا کہ تو میرے داہنے جانب بیٹھ۔ تاکہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پامال کرنے کی جگہ بناؤں۔ تیرا رب تیرے نیزے کو بھیجیگا۔ جو کہ تیرے دشمنوں کے وسط میں غلبہ والا ہوگا۔ پس جبکہ رسول اللہ جس کو تم مسیّا داؤد کا بیٹا کہتے ہو یہی ہوگا۔ تو پھر داؤد اسکو رب کیونکر کہتا۔ تم مجھے سچا مانو۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں، کہ تحقیق عہد اسمٰعیل کے ساتھ کیا گیا ہے نہ کہ اسحٰق کے ساتھ۔"

برنباس کی پیشگوئی مسیح موعودؑ کے متعلق

برنباس نے نہ صرف حضرت خاتم النبیین سید الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی کی۔ بلکہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے متعلق بھی خبر دی۔ اور انکی یہ علامت قرار دی کہ وہ مسیح دنیا پر اس صداقت کو ظاہر کرے گا، کہ میں صلیب پر ذلت اور نامرادی کی موت نہ مرا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبیوں اور رسول کی طرح میری روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ جو کہ حقیقی زندگی ہے۔ ملاحظہ ہو اردو ایڈیشن صفحہ ۱۶۳:-

" اور اللہ یہ اس لئے کرے گا (یعنی مجھ سے بدنامی کا دھبہ دور کرے گا) کیونکہ میں نے مسیحا کی حقیقت کا اقرار کیا ہے۔ وہ مسیح جو مجھے یہ نیک بدلہ دے گا، یعنی کہ میں پہچانا جاؤں کہ زندہ ہوں، اور یہ کہ میں ایسی موت مرنے کے دھبہ سے بری ہوں۔"

اب تاریخ مذہب اس امر کی شہادت دیتی ہے، کہ زمانہ واقعہ صلیب سے لیکر آجتک کسی نے مسیح ناصری کو صلیب پر موت کے الزام سے اس زور اور کوشش کے ساتھ بری نہیں کیا، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔ آپ نے ۸۰ کے قریب کتابیں تصنیف کیں۔ سب میں علمی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور عقلی دلائل اور کتب اولین وآخرین سے یہ امر ثابت کر دیا، کہ مسیح ناصری صلیب کی لعنتی موت سے نہیں مرا، بلکہ نیک اور پاک لوگوں کی طرح اس کو رفع روحانی حاصل ہوا۔ مسیح موعود علیہ السلام کے اس شاندار کارنامہ کو حضرت عیسیٰؑ نے شکریہ کے ساتھ یاد کیا۔ اور برنباس اسکا گواہ ہے۔ اس ثبوت کا پورا ہونا بھی انجیل برنباس کی صداقت کی ایک بیّن دلیل ہے۔

نصائح مسیح ناصریؑ | انجیل برنباس میں جو حضرت مسیح ناصریؑ کا کلام درج ہے، اُس میں سے چند نصیحت کی باتیں ناظرین رسالہ کے لئے درج کیجاتی ہیں:-

ہنسی کا رونے سے، دعوتوں کا روزے سے، سونے کا بیداری سے بدل جانا مناسب ہے۔

(یسوع نے کہا) میں اسقدر رونے کی طاقت نہیں رکھتا جسقدر رونا مجھ پر واجب ہے (ص۱۶)

(یسوع نے کہا) مجھے معبود بنایا جائے گا۔ اور یہ کہہ کر رو دیا۔

کاہلی سے پرہیز کرو۔ حقیقی فروتنی اختیار کرو۔ تم اپنے صبر سے ہی اپنے نفس کے مالک بنجاؤ گے۔ (صفحہ ۲۳)

تحقیق جو کچھ بھی تم خدا کی محبت کے لئے چھوڑو گے یا دو گے، عنقریب اسکو سو گنا واپس لو گے ابدی زندگی کے ساتھ۔ (ص۳۰)۔

کسی درخت کا کوئی پتا تک بدوں ارادہ خدا نہیں گرتا۔ (ص۳۲)۔

تم خدا کا ارادہ پورا کرنے کی فکر کرو، تو تم کسی چیز کے محتاج نہ ہوگے۔ (ص۳۶)۔

جو شخص بغیر رحم کے سزا دیتا ہے وہ خود بھی بغیر رحم کے سزا دیا جائیگا۔ (ص۴۷)

تم کسی پر الزام نہ لگاؤ تاکہ تم پر الزام نہ لگایا جائے۔ (ص۴۹)

حق یہ ہے کہ چیزوں کی گرانی کا اس کے سوا اور کوئی سبب نہیں کہ بہت بڑی جماعت کاہلوں کی پائی جاتی ہے۔ (ص۵۱)۔

حقیقی فروتنی یہ ہے کہ ہر نیکی کو اللہ تعالیٰ سے توفیق کی طرف منسوب کیا جائے۔ اور پھر غلطی اور

لہ مضمون کا حوالہ اردو نسخہ مطبوعہ حمیدیہ پریس لاہور ۱۹۱۶ء کا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدی کو اپنے اعمال کی طرف ۔ (صفحہ ۲۴۲)۔

سچی توبہ پر خدا انسان کے گناہ کو ابد تک معاف کر دیتا ہے ۔ (صفحہ ۲۵۷)

تباہی دل لگی کرتے والوں اور فضول باتیں کرنے والوں کے لئے ۔ (صفحہ ۱۷۵)

روحانی ہیکل تو دا انسان کا وجود ہے جس کے اندر اللہ تعالیٰ سکونت کرتا ہے۔ (انگریزی دیباچہ کرنا)

خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو کہ تن پرور ہیں ۔ (صفحہ ۳۳)

دوست رکھ پروردگار اپنے خدا کو اپنی تمام تر جان سے اور اپنے تمام تر دل سے اور اپنی تمام تر عقل سے ۔ (صفحہ ۵۰) ۔

بتوں کی پوجا سب سے بڑا گناہ ہے ۔ (صفحہ ۵۱)

نماز کے وقت کسی سے باتیں نہ کرو ۔ نہ صرف دوسروں کو ہدایت کرو بلکہ خود بھی اس کے مطابق عمل کرو۔

مسلم ورلڈ کا مضمون اس تبصرہ کو لکھنے کے بعد مجھے رسالہ مسلم ورلڈ بابت اپریل ۱۹۴۲ء دیکھنے کا اتفاق ہوا جو امریکن پادری زویمر شائع کرتا ہے ۔ اور اس میں کسی نامہ نگار بنام جیمز کینن نے انجیل برنباس پر ایک مضمون لکھا ہے ۔ اور یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ یہ انجیل چودہویں صدی عیسوی کے کسی ہسپانوی مسلمان کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے ۔ جو پہلے عیسائی ہوگا اور سپین میں مسلمان ہوگیا ہوگا ۔ ان قیاسات پر کینن صاحب کوئی معقول دلیل نہیں دے سکے اور جو باتیں انہوں نے لکھی ہیں ، ان کا جواب میں اپنے تبصرہ میں دے چکا ہوں ۔ لیکن ایک عجیب بات قابل ذکر یہ ہے کہ کینن صاحب یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ پوپ گلاسیس نے جو فہرست چھٹی صدی میں شائع کی تھی اس میں انجیل برنباس کا نام درج ہے ۔ اور پھر یہ نہیں سوچتے کہ اگر یہ انجیل کسی مسلمان نے چودہویں صدی عیسوی میں عربی زبان میں لکھی تھی تو پھر چھٹی صدی میں اس کا ذکر پوپ کی فہرست میں کیونکر آگیا ؟ کینن صاحب اس امر کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ آجتک اصل عربی کا نسخہ کہیں پایا نہیں گیا۔

الغرض اس بیان کے واسطے کوئی ثبوت نہیں کہ اس کا لکھنے والا کوئی مسلمان تھا بلکہ عیسویت کی ابتدائی صدیوں سے انجیل برنباس کا ذکر عیسائی لٹریچر میں موجود پایا جاتا ہے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالبیعت لدھیانہ

(از جناب برکت علی صاحب لائق لدھیانوی)

دارالبیعت لدھیانہ ان مقدس مقامات میں سے ایک متبرک جگہ ہے جو شعائر اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔ یہاں انسانی قلوب کے اندر اللہ تعالیٰ کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جبکہ دنیا کا نقشہ بگڑا ہوا تھا۔ اور دنیا پر ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی تاریکیوں کے بادل منڈلا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اور ایک نیر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے منور ضیاء پاش شعاعوں نے ان تاریکی کے بادلوں کو کافور کر دیا تھا۔ اسی طرح آخری زمانہ میں جب نسل انسانی کا بیشتر حصہ روحانیت اور اخلاق کے روحانی محور سے ہٹ کر گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکنے لگا۔ انسانیت کی کشتی فسق و فجور کے گرداب پُر بلا میں ہچکولے کھانے لگی۔ خالق و مخلوق کے رشتہ کا آخری دھاگا بھی ٹوٹ گیا، تو مشیئت ربانی نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز حضرت احمد قدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کے آقا والے ساز و سامان اور اسی کے اسلحہ سے مسلح کر کے جری اللہ فی حلل الانبیاء کے روحانی لباس میں کھڑا کر دیا، جس نے تاریکیوں سے گھرے ہوئے الحاد کے تلاطم خیز اور شور انگیز بحر سمندر میں روحانیت کی مضبوط چٹان اور صداقت کا بلند مینار کھڑا کر دیا۔ سوتی ہوئی دنیا کو نئی چمک سے جگا دیا۔ منجمد سوسائٹی کو امنگوں اور ولولوں سے گرما دیا۔ صراط مستقیم سے بھٹکی ہوئی دنیا کو سیدھے راستے پر لگا دیا۔ گم گشتہ مخلوق کو خالق کے آستانہ پر پھر جھکا دیا۔ اور دلوں میں الفت پیدا کر کے افراد کو ایک سلک وحدت میں پرو دیا۔ خزاں کی دستبرد کے بعد اعجاز مسیحائی سے گلشن اسلام میں تازہ بہار کا دور لا کر شاخوں کو پھلوں اور پھولوں سے پُر رونق بنا دیا۔ اسکی دستگیری کا ہاتھ بھٹکی ہوئی مخلوق کی طرف ابتداء میں یہیں سے آگے بڑھا، تاکہ تشنگان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحانیت کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر انکو خدا سے اس طرح ملائے جس طرح دو چیزوں کو جوڑ کر آپس میں بالکل پیوست کر دیا جاتا ہے۔

رات کی تاریکی کو دن کی روشنی میں تبدیل کرنے والے، سیاہ کو سفید، پتھر کو پارس اور کنکر کو ہیرا بنا دینے والے قادر مطلق خدا کی نگاہِ انتخاب جب قادیان کی چھوٹی سی گمنام بستی میں جہاں موسم بہار اسلام کے لئے بہار جاوداں کا پیغام لیکر گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے ایک فارسی الاصل شخص پر پڑی، جس کے دونوں ہاتھ بجلی کی دو بیٹریاں تھیں، اور جس کی انگلیوں میں انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے، تو اسے آخری زمانہ کی اصلاح کے لئے منتخب کر کے مسیح موعود کے منصبِ جلیلہ پر سرفراز فرمایا۔ اور اسلام کے پژمردہ اور پامال شدہ باغ کی آبیاری اس کے سپرد کی۔ اس وقت سلسلہ بیعت کا آغاز اسی جگہ سے ہوا۔ جس کے نتیجہ میں حق کے متلاشی اور روحانیت کے پیاسوں کے خوابیدہ نغمے بیدار ہو گئے۔ ان کے روحانی خلفشار اور عرفانی جذبات جو اٹھنے کے لئے بیتاب تھے، منصۂ ظہور پر جلوہ گر ہو گئے۔ روحانیت کے آسمان کے زیر سایہ یہ لوگ اپنی دنیا آپ بنا کر سکون و اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ان میں زندگی کا نور چمک اٹھا۔ ان کے جسم کی بوٹی بوٹی اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور حیات نو کے اثر سے سیماب وار پھڑکنے لگی۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ یعنی صفا اور مروہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ آداب گاہوں میں سے ہے، جہاں سے انسان خدا کی شناخت حاصل کر سکتا ہے۔ اصل میں صفا اور مروہ مکہ معظمہ کے قریب دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں، جن کے درمیان بیت اللہ کا حج کرنے والے خوش نصیب انسان دوڑتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ یہاں کے بے آب و گیاہ ویران جنگل میں دور دور تک آبادی کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ بہتے ہوئے پانی، لہلہاتے ہوئے سبزے اور ہنگامہ خیز آبادی کی جنس نایاب سے ان خشک اور ویران پہاڑیوں کی قسمت محروم تھی۔ دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں جبکہ چیل انڈا چھوڑ جاتی ہے۔ بوکھلایا ہوا سورج دوزخ کی آگ میں تپائی ہوئی شعاعوں کے نیزوں سے ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پتھریلے ٹیلوں کی چھاتی کو لال تانبا بنا دیتا تھا۔ نیچر کی اداؤں میں وہاں بیدردی اور ستم شعاری کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ غرضیکہ یہ وہ جگہ تھی جہاں کسی برگشتہ نصیب کاروان کا اگر بھولے سے گذر ہو جاتا، تو دن بھر وہم کے چھلاوے اسے ڈراتے اور رات کو آسمان کے ستارے آنکھیں دکھاتے تھے۔ شاہ خاور کے نیزے جب آگ برساتے تو تشنہ کام مسافر کے دیدۂ تر سے آنسو شرارے بن کر ٹپکتے تھے ۔

بیاباں کا ہر اک ذرہ بلا بن کر ڈراتا تھا ؛ وہاں انسان سے اسکا مقدر روٹھ جاتا تھا

خدا کی شان ایک چھوٹا سا بے سروسامان قافلہ یہاں آکر رکا۔ جو ایک مرد، ایک عورت اور ایک بچہ، تین جانوں پر مشتمل تھا۔ بزرگ پیر مرد حضرت ابراہیم علیہ السلام ماحول کے بھیانک اور دہشت انگیز حالات سے بے نیاز ہو کر اپنی چاہیتی بیوی حضرت ہاجرہؑ اور پیارے بچے حضرت اسمٰعیلؑ کو خدا کے سپرد کر کے اس گوشۂ ویرانی میں چھوڑ گئے۔

ایک ایسے لق و دق بیابان میں جس کے ایک ایک ذرے میں موت منہ کھولے کھڑی تھی، قدرت کی ستم ظریفیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عورت ذات کی ایک کمزور جان میں بجلی کی طاقت بھر دی۔ اس کی گود میں باغ فردوس کا ایک ننھا سا پھول کلکاریاں مار رہا تھا۔ کچھ دیر تک ان سب کچھ جانتے ہوئے اور معصوم بچہ کچھ نہ جانتے ہوئے ایک دوسرے کے منہ کی طرف تکتے رہے۔ ماں کے سینہ کا جوش آنسوؤں کی صورت میں امڈا چلا آتا تھا۔ آنسو گود میں پلتے ہوئے گل فردوس پر کوثر و تسنیم کے پانی سے بنی ہوئی شبنم برسا رہے تھے۔ جس کے جواب میں ننھا معصوم نہ صرف ہونٹوں کی پنکھڑیوں بلکہ آنکھوں کی پتلیوں سے بھی مسکرا رہا تھا۔ مگر افسوس ماستا سے بسی ہوئی آنکھوں کے چشموں سے بہتا ہوا سیلاب سنگدل ماحول کی سنگدلی میں کوئی نرمی پیدا نہ کر سکا۔ لیکن ہاجرہ کے اثاثہ کی کل کائنات کھجوروں کی ایک تھیلی اور پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔ یہ کمزور سہارا کب تک ساتھ دیتا۔ آخر بیوفائی کی آنکھیں دکھا کر وہ بھی رخصت ہوا۔ اور مصائب کی اس پرآشوب ندی میں امید کی کشتی ڈوبتی نظر آنے لگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب شدتِ پیاس سے لختِ جگر کے باریک باریک ہونٹوں پر پپڑیاں جمتی دیکھیں، اور وہ بیتاب ہوکر بلکنے لگا۔ تو ہاجرہ مامتا کی ماری ہاجرہ، فرشتوں کی پیاری ہاجرہ پانی کی جستجو میں انہی پہاڑیوں کے درمیان دوڑتی پھرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے رستے میں ہاجرہ کی بیقراری کی حالت میں اس طرح دوڑتا بھاگنا ایسا بھا گیا۔ اس نے اسے نوازا، اور صفا اور مروہ کے درمیان کی سعی کو ارکانِ حج کا ایک رکن مقرر کرکے رہتی دنیا تک اس پاکیزہ یادگار کو قائم کر دیا۔ اور اس وادیِ غیر ذی زرع کو رَوکشِ جنت اور رشکِ فردوس آبادیوں کا سرتاج بنا دیا۔

اسی پر قیاس کرلیں کہ دارالبیعت کی شان اللہ تعالیٰ کی نظر میں کسقدر ارفع و اعلیٰ ہوگی۔ جہاں سے آخری زمانہ کے مامور نے جس کے لئے تیرہ سو سال سے ملتِ اسلامیہ چشم براہ تھی قادیان کی مقدس بستی سے آکر بھولی ہوئی دنیا کو حقیقی رنگ میں پیغامِ حجازی کے پہنچانے کا آغاز کیا۔ اس امن کے شاہزادہ نے لدھیانہ میں اقامت پذیر ہوکر ظلی طور پر مکی زندگی کو اختیار کیا۔ جس سے قادیان ارضِ حرم بن کر مدینۃ المسیح قرار پایا۔ یہ لدھیانہ وہی شہر ہے جس میں آپ نے سب سے پہلی بیعت لی تھی۔ اور جس میں بیعت اولیٰ کے دو سال بعد کاسرِ صلیب نے دعویٰ مسیحیت کا اعلان کیا تھا۔ اور اس طرح حدیث کی وہ پیشگوئی ایک رنگ میں پوری ہو گئی، کہ مسیح دجال کو بابِ لُد پر قتل کریگا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں فرمایا ہے۔ کیونکہ لدھیانہ عیسائیت کا بہت بڑا اور بہت دیرینہ مرکز ہے۔ الغرض یہی وہ جگہ ہے، جہاں پر دریائے روحانیت کے سوتوں کا پہلا گھاٹ بنا۔

معزز احباب اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں، کہ دارالبیعت وہ متبرک جگہ ہے جہاں سے سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی ابتداء ہوئی ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں حضرت اقدس علیہ السلام نے سب سے پہلی بیعت لی تھی اور روحانیت کی رسیلی تانوں سے کفر والحاد سے اٹے ہوئے خلائے بسیط میں ایمانیات کی ایک رنگین موسیقی پیدا کرکے امید سے بھری ہوئی صبح کا اعلان کیا تھا۔ اسلام کی خشک نہر میں طغیانی آئی اور سوکھے دھانوں میں پانی پڑ گیا۔ آمدِ بہار کی نوید جانفزا۔ اعندلیب زار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت علی رضؓ اور زبیر رضؓ نے اس قول میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو خلافت کا سب لوگوں میں سے زیادہ حقدار بتا کر ان کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ اور ان فضائل کو آپ کی خلافت بلافصل کی اہلیت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ ان میں سے ایک فضیلت آپکی یہ بیان فرمائی ہے، کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب الغار تھے۔ اوپر میں نے حضرت ابوبکر رضؓ کے صاحب الغار ہونے کے ذکر پر مشتمل آیت کو حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت کی طرف اشارہ کنندہ سمجھا ہے۔ اور حضرت علی رضؓ اور زبیر رضؓ نے بھی اس سے آپ کے احق بالخلافت ہونے پر استدلال کیا ہے۔

حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما کے اس قول سے یہ بھی ظاہر ہے، کہ ان کے نزدیک بھی قیام خلافت کے لئے اصل الاصول مشورہ ہی تھا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں میں وہ امر ڈالا، اور اس کے مطابق انہوں نے فیصلہ کیا۔ جو امر مشورہ کی مجلس میں طے ہُوا تھا، یعنی حضرت ابوبکر رضؓ کے احق بالخلافۃ ہونے کا امر۔

دلیل چہارم۔ شرح نہج البلاغہ میں ایک اور روایت بھی حضرت ابوبکر رضؓ کے احق بالخلافۃ ہونے کی تائید میں موجود ہے۔ چنانچہ احمد بن عبد العزیز کی روایت سے لکھا ہے:-

"قَالَ جَاءَ اَبُوْسُفْيَانَ اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ عَلَيْكُمْ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ اَذَلُّ بَيْتٍ فِيْ قُرَيْشٍ اَنَا وَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُ لَاَمْلَاَنَّهَا عَلٰى اَبِيْ فُضَيْلٍ[1] خَيْلًا وَّرَجِلًا فَقَالَ عَلِيٌّ طَالَمَا غَشَشْتَ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ فَمَا ضَرَرْتَهُمْ شَيْئًا۔

احمد نے کہا، آیا ابو سفیان علی رضؓ کی طرف۔ پس اسنے کہا، تمہارے خلاف ہے اس امر (خلافت) میں سب سے ذلیل گھرانہ قریش میں۔ اللہ کی قسم اگر تم چاہو تو میں بھر دوں اسے (گھر کو) ابی فضیل (ابوبکر رضؓ) پر سواروں اور پیادوں سے۔ اس پہ حضرت علی رضؓ نے کہا۔ لمبا زمانہ تو فریب کرتا رہا اسلام اور اہل اسلام سے، پس نہ ضرر دے سکا تو انہیں کچھ بھی۔

[1] ابی فُضیل سے مراد حضرت ابوبکر رضؓ ہیں۔ ملاحظہ ہو کشکول معنفہ حیدر علی آملی و مجالس المومنین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے اسقدر امیدوں کی سرمایہ دار نہیں ہو سکتی جسقدر اس شمع ہدایت کے پروانوں کے لئے مژدۂ روح نواز ثابت ہوا جس نے ان کے دلوں کو مستقبل کی شاندار کامیابیوں کا گہوارہ بنا دیا۔ کیونکہ جن شعلوں کی چمک انہوں نے اپنے مرشدِ برحق کی آنکھوں میں دیکھی تھی، اب وہ ان کے دلوں کی بھٹی میں بھڑک رہے تھے۔

پہلے دن کی بیعت میں جو ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء بروز شنبہ بمقام لدھیانہ ہوئی۔ چالیس ۴۰ افراد نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ و اخلاص اور اطاعت کا عہد باندھا۔ جس میں ہر بیعت کنندہ سے خصوصیت کے ساتھ یہ اقرار لیا گیا کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔" اس موقعہ پر بیعت کنندگان کا ریکارڈ رکھنے کے لئے حضرت اقدس ؑ کے ارشاد کے ماتحت ایک رجسٹر تیار ہوا، جس پیشانی پر حضور علیہ السلام نے لکھوایا۔ "بیعتِ توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت۔"

ابتدائی بیعت میں صرف وہی خوش نصیب لوگ شامل تھے، جو ایسے سازوں سے مشابہ تھے، جو اس وحدانیت کے ساز سے ہم آہنگ تھے۔ اور آپ کے زیر اثر آکر آپ کی صداقت کے نقوش ان کے قلوب کی الواح پر ثبت ہو چکے تھے۔ انہی میں حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ پہلے دن کی بیعت میں اول نمبر پر تھے، اور بمصداق اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ انہیں یہ امتیاز اور فخر حاصل ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جو ۱۹۰۸ء میں دستِ قدرت نے انہیں جماعت کا پہلا خلیفہ بنا کر تختِ خلافت پر متمکن کیا۔

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے جب مشیت الٰہی کے ترازو نے اپنے نتیجہ بخش پلڑوں سے تصفیہ کے نرمن ادھر ادھر الٹ دیئے، تو جماعت نے حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ کو حضرت احمد علیہ السلام کا خلیفۂ اول منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر اطاعت و اتحاد کا عہد باندھا۔ اس انتخاب اور بیعت میں صدر انجمن احمدیہ کے جملہ ممبران، خاندان مسیح موعودؑ کے سارے افراد اور تمام حاضر الوقت احمدی اصحاب شریک اور شامل تھے۔

اس موقعہ پر مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ اور جب کبھی دل کے عمیق گوشوں میں یہ بصیرت افروز واقعہ ایمان پرور جذبات کی لہروں سے تلاطم پیدا کرتا ہے، تو مجھ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دل کے صحن میں روحانی سرور و انبساط کی چادریں بچھ جاتی ہیں۔ جب میرے دل کی عمیق ترین گہرائیوں میں قادیان کی زمین محترم کے لئے مقدس محسوسات بیدار ہو گئے، اور عشقِ احمدؑ کے التہاب نے رگ رگ میں ارضِ حرم کے عشق و محبت کی ایک ناقابل برداشت رو دوڑا دی، تو ۱۹۱۱ء میں منعقد ہونے والے سالانہ جلسہ کے فیوض و برکات سے بہرہ اندوز ہونے کی کشش کشاں کشاں مجھے پہلی دفعہ دارالامان میں لے گئی۔ میں نے پیارے مسیحؑ کی پیاری بستی میں جب قدم رکھا، تو دنیا اور اس کے پرشور ہنگامے اس روحانی فضا میں اس طرح غرق ہو چکے تھے۔ جس طرح کوئی کشتی مع اپنے ساز و سامان کے طوفانی سمندر کی گرجتی ہوئی لہروں میں سما جائے۔ یہاں کی دنیا مجھے بہشت کا ٹکڑا معلوم ہوتی تھی۔

جلسہ کا انتظام مسجد اقصیٰ میں تھا۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ محراب میں تشریف فرما تھے۔ اور مولوی صدر الدین صاحب جو اس وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ بیرونی منبر پر کھڑے تقریر فرما رہے تھے۔ سامعین ایک پرسرور محویت کے عالم میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر مسرت کے پھول کھل رہے تھے۔ تقریر کا ایک ایک لفظ کانوں کے رستہ دلوں میں اتر کر شربت کے گھونٹ پلا رہا تھا۔ کیونکہ ہر لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلتا تھا اور دل کی گہرائیوں میں نیکی اور پاکیزگی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ دوران تقریر میں مولوی صاحب ممدوح نے ایک خاص جذبے سے مجبور ہو کر ایڑیوں پر اچھل اچھل کر ایک عجیب جوش کیساتھ سامعین کو مخاطب کر کے فرمایا "آپ لوگ تیرہ سو سال پیچھے کیوں جاتے ہیں؟ وہ دیکھو آپ کی آنکھوں کے سامنے زندہ ابوبکر بیٹھا ہے۔"

آہ! کبھی ان روٹھے ہوئے دوستوں کی نگاہوں میں قادیان اور اس کی ہر چیز کی قدر و منزلت تھی۔ جن آنکھوں میں کبھی محبت کھیلتی تھی، آج ان میں غصہ نے ہر ہٹے سانپ کی طرح کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ خلافت ثانیہ کے قیام پر یہ لوگ مولوی محمد علی صاحب کے حق میں اور خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خلاف پراپیگنڈا کرنے کے لئے ایک ایک کر کے چاروں طرف بکھر گئے۔

مکرمی مولوی صدر الدین صاحب پٹیالہ سے واپسی پر لدھیانہ ٹھہرے۔ رات کو احباب لدھیانہ کے ساتھ دو گھنٹے کے قریب گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ موضوع گفتگو نبوت مسیح موعودؑ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کفر و اسلام کے مسئلے تھے۔ محترمی مولانا موصوف کی قوتِ متخیلہ نے دماغ کے پردے پر امیدوں کا جو سبز باغ تیار کیا تھا، صبح اٹھے تو اس میں ناکامی کی بادِ خزاں چل چکی تھی۔ آپکی مشایعت میں چند احباب سٹیشن پر گئے۔ گاڑی کے آنے میں چند منٹ باقی تھے۔ محترمی مولوی صاحب میرے استاد ہیں۔ میں ٹریننگ کالج لاہور میں ان سے علمی استفادہ حاصل کرچکا ہوں۔ شانِ بزرگانہ سے زیرِ لب مسکراتے ہوئے میری طرف خطاب کیا کہ آپ توکل سے چپ سادھے ہوئے ہیں، آپکی اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟ خاکسار نے نیازمندانہ طریق سے عرض کیا، کہ آپ میرے استاد بھی ہیں اور دینی رہنما بھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے احمدیت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کی توفیق بخشی، تو آپ نے حضرت خلیفہ اول رض کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا، کہ وہ تمہارے سامنے زندہ ابوبکر بیٹھا ہے۔ اس پر میں نے آمنا و صدقنا کہا تھا، اور انکو مان لیا تھا۔ اب عمرؓ کی طرف اشارہ کردیں، میں اسکو مان لوں گا۔ اس پر اٹھی ہوئی آنکھیں نیچی ہوئیں۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ ہنس کر خاموش ہوگئے۔ اور سلسلۂ کلام اس خاموشی کے پردے کے پیچھے چھپ گیا۔

اب ہم دارالبیعت کے ذکر میں اس مقام پر پہنچ چکے ہیں، جہاں سے اسکی جغرافیائی اور تاریخی حیثیت کا نہایت قریب سے مطالعہ کرسکیں۔ مگر اس پہلو پر روشنی ڈالنے سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے، کہ تاریخ احمدیت کے ایک اہم اور شاندار باب پر جھلتی ہوئی نظر ڈال کر آگے بڑھیں جو احمدیت کی ساری تاریخ کا نچوڑ اور اس نقطۂ مرکزی سے ایک خاص نسبت رکھتا ہے۔ اور جس کے صفحات پر اولوالعزمی کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ وجاہت و ذکاوت و عظمت و شکوہ اور دولت و فہامت کے موتی بکھرے ہوئے ہیں، ظاہری اور باطنی علوم کا قلزم ذخار موجیں مار رہا ہے۔ مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بیماروں کو تندرستی اور مُردوں کو زندگی بخشنے والے پانی کے چشمے سطور کی صورت میں بہہ رہے ہیں۔ خدا کی رحمت اور غیوری کے کلمۂ مجید سے بھیجے ہوئے کلمۃ اللہ اور خدا کی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیئے ہوئے نور کی تجلیاں سطر سطر میں جلوہ گر ہیں۔ اس کے الفاظ "فرزند دلبند، گرامی ارجمند، مظہر الاول والآخر، مظہر الحق والعلاء، کانّ اللہ نزل من السماء" اور جلال الٰہی کے ظہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے حامل ہیں۔ اس کے ایک ایک حرف میں ایک ایسی عظیم الشان ہستی کے انوار کی تابانیاں نظر آتی ہیں اور جو جلد جلد بڑھنے اور زمین کے کناروں تک شہرت پانے والی قابلیتوں کی مالک ہے، جسے اسیروں کی رستگاری کا موجب اور قوموں کے لئے برکات کا باعث بنایا گیا تھا، اور جسے حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ٹھہرایا گیا تھا۔ اسی کے متعلق آپ کا یہ الہامی شعر ہے ؂

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد ؛ دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کی طرف سے مارچ ۱۸۸۲ء میں وہ تاریخی الہام ہو چکا تھا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپکی ماموریت کا سرٹیفکیٹ تھا:۔

"يَا أَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ - مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى - اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ - لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَآءُهُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ - قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ -"

مقام ماموریت پر کھڑا ہونے کے باوجود حضرت اقدس علیہ السلام نے تمام دنیا میں اپنے دعویٰ مجددیت کا اعلان تو فرما دیا، مگر بیعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا۔ بلکہ براہین احمدیہ کے پروانوں میں سے اگر کسی نے جان نثاری کے طور پر بیعت کی غرض سے ہاتھ بڑھایا، تو آپ نے یہی فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے آپکو بیعت لینے کا حکم نہیں۔ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کی ایک خاص جھلک کارفرما نظر آتی ہے۔ یعنی قدرت اپنی نہاں در نہاں حکمتوں کے پردے کے پیچھے ابتدائی نشو ونما کی تکمیل کے لئے اپنی رحمت کی گود میں پسر موعود کی پرورش کر رہی تھی۔ کیونکہ اس کی پیدائش کا اس بیعت کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا، جس کی ابتدا دارالبیعت میں ہوئی۔ بیعت عملی صورت میں عمل میں نہیں آئی، جبتک کہ پسر موعود فضل عمر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ولادت باسعادت نہیں ہوئی۔ گویا آپ کی ولادت دوسرے لوگوں کی روحانی ولادت کا پیش خیمہ تھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۸۸۸ء کے اواخر یکم دسمبر کے اشتہار میں خدا سے حکم پاکر آپ نے بیعت کا اعلان فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ولادت باسعادت پر جو ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ پھر آپ نے ایک اشتہار شائع فرمایا، جس میں آپکی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی بعض سابقہ پیشگوئیاں یاد کرائی تھیں۔ اسی اشتہار میں لوگوں کو بیعت کے لئے آمادہ کرنے کے واسطے دس شرائط بیعت کا بھی اعلان فرمایا۔ جس کے کچھ عرصہ بعد ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کو آپ نے لدھیانہ میں پہلی بیعت لی۔ اس طرح گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ولادت اور جماعت احمدیہ کا آغاز ایک ہی وقت میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ جسمانی اور روحانی رنگ میں یہ دونوں توام ہیں۔

قوانین قدرت میں بھی بعض جگہ عجیب توارد واقع ہو جاتا ہے جس طرح وادی غیر ذی زرع کی آبادی اور رونق کے سلسلہ کا آغاز ایک بچہ کی پیدائش سے ہوا، جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لخت جگر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ میں ترقی اسلام کو بھی ایک بچہ کی پیدائش کے ساتھ وابستہ کر دیا، جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری خلیفہ کا نور چشم تھا۔ وہاں بھی آئندہ ترقیوں کی بنیاد ایک نبی زادہ کی پیدائش پر رکھی گئی، اور یہاں بھی شاندار مستقبل کی بنیادی اینٹ ایک نبی کے بیٹے کی ولادت باسعادت قرار پائی۔ گویا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیات کی زنجیر کی پہلی کڑی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ آخری کڑی ہیں

ہاں تو میں اپنے سلسلہ کلام میں دار البیعت کی جغرافیائی اور تاریخی حیثیت کے متعلق کچھ بیان کرنے والا تھا۔ سو جاننا چاہیئے کہ یہ جگہ لدھیانہ محلہ جدید کوچہ ڈاکٹر احمد جان (احمدی) میں واقع ہے۔ اور اس کوچہ کی شمالی حد کو قائم کرتی ہے، جو اپنی موجودہ شکل میں ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد، ایک چھوٹا حجرہ، دو کمروں اور ایک چھوٹے سے صحن پر مشتمل ہے۔ جس میں ہینڈ پمپ، غسل خانہ، جائے ضرورت وغیرہ ضروری چیزیں مہیا ہیں۔ مسجد اور کمروں کے اندر بجلی کا ایک ایک قمقمہ آویزاں ہے۔ جنوبی حصہ میں کچھ زمین صاف پڑی ہے، جو ایک نیلی کو اوڑھ کی تعمیری صورت میں آنے کے لئے کسی چابک دست معمار کے انتظار میں چشم براہ ہے۔ کمروں کے دروازے باہر کوچہ میں بھی کھلتے ہیں، اور دوسری طرف مسجد اور صحن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسجد میں بھی۔ شرقی کمرہ میں لائبریری ہے۔ اور اسی کمرہ کی مشرقی دیوار کے جنوبی کونے کے پہلو میں وہ مقدس جگہ ہے، جہاں احمد قدنی علیہ السلام نے بیٹھ کر پہلی بیعت لی تھی۔

لدھیانہ میں منشی احمد جان مرحوم ایک صوفی منش اور صاحب حال بزرگ ہو گزرے ہیں۔ یہ جگہ جو دارالبیعت کو آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ اور جانب جنوب اس کے ساتھ کا ملحقہ مکان دونوں صوفی صاحب مرحوم کی ملکیت میں تھے۔ رہائشی مکان میں وہ خود اپنے اہل وعیال کے ساتھ اقامت پذیر تھے۔ اور دارالبیعت والی جگہ میں ان کا قائم کیا ہوا لنگر خانہ جاری تھا، جو بھوکے لوگوں کی شکم سیری کی خدمت ادا کرتا تھا۔

منشی احمد جان صاحب مرحوم کے ہاں رشد وارشاد کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ خوش اعتقاد مریدوں کا حلقہ بہت وسیع تھا، جو عقیدت کے پھول چڑھاتے تھے۔ خدا نے جہاں ارادتمندوں کی ایک کثیر التعداد جماعت عطا فرمائی تھی، وہاں چشم حقیقت شناس اور عرفان کی آنکھ بھی آپکو بخشی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آپ کے دعوے سے پیشتر ہی ارادت کی لڑی میں پروئے جا چکے تھے۔ اور آپ پروانوں کی طرح قربان ہونے والے لوگوں میں سے صوفی صاحب بھی آپ کے فدائی تھے۔ آپ ہی وہ بزرگ تھے جن کی معرفت آموز اور حقیقت شناس آنکھ نے حضرت مسیح موعودؑ کی جھکی ہوئی پلکوں کے نیم باز آنکھوں میں اللہ تعالیٰ کی تجلی کا ایک خاص نور مسیحیت، مہدویت اور نبوت کے دعوے سے پیشتر ہی دیکھ لیا تھا جو زہرہ کی تابانی بن کر چمک رہا تھا۔ جس پر آپ نے حضرت اقدس علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا تھا ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ ؏ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حج کو جاتے وقت آپ نے حضرت اقدسؑ کے متعلق اپنے اہل وعیال کو وصیت کی، کہ اس مرد خدا کے روم روم میں خدا بول رہا ہے۔ یہ شخص جب بھی کوئی دعویٰ کرے۔ فوراً قبول کر لو۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ لدھیانہ سے جو خوش نصیب لوگ حضورؑ کے دامن سے وابستہ ہوئے، ان میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے، جو منشی احمد جان صاحب مغفور کے مریدان با اخلاص تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہرکیف منشی صاحب مبرور تو آغاز بیعت سے پہلے ہی اپنے معبودِ حقیقی کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہو کر واصلِ حق ہو چکے تھے، مگر آپ کے پسماندگان کو اللہ تعالیٰ نے مرسل یزدانی سے تعلق بیعت جوڑنے کی توفیق عطا فرما کر اس سعادت سے بہرہ ور کیا۔ آخر پیر افتخار احمد اور پیر منظور محمد (مصنف قاعدہ یسرنا القرآن) آپ کے صاحبزادے لدھیانہ سے ہجرت کر کے دیارِ محبوب میں چلے گئے۔ جو دورِ حاضرہ کے "رسول کا تخت گاہ" ہے۔ کچھ عرصہ بعد ہر دو صاحبزادگان نے منشی صاحب مرحوم مغفور کے ورثاء کی حیثیت سے رہائشی مکان فروخت کر دیا، اور لنگر خانہ والا حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو وصیت میں دے دیا۔ اُس وقت یہ مکان کچا تھا، اور اینٹ چونے اور سیمنٹ کے اتحاد سے بیگانہ تھا۔ بعد میں صدر انجمن احمدیہ قادیان نے یہ جگہ لدھیانہ کی مقامی جماعت کے سپرد کر دی، جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا کہ اسنے سنہ ۱۹۱۶ء میں اس کی ہیئت کذائی میں تبدیلی کر کے جانب شمال ایک لمبا اور ہوادار پختہ کمرہ تعمیر کرا دیا، جس کی شمالی دیوار کی بیرونی سطح پر دارالبیعت کے نام اور تاریخ بیعت ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۸۹ء کا کتبہ ثبت کیا گیا۔ اور صحن میں پختہ اینٹوں کا کوئی بالشت بھر اونچا ایک چبوترہ اور ایک محراب بنوا کر نماز کے لئے مخصوص کر لیا۔ مگر جنوبی طرف کی دو کچی کوٹھریاں بدستور اپنی مفلسی کی داستان کو دُہرا رہی تھیں۔ آخر ساون بھادوں میں ہر سال حملہ کرنے والے باد و باران کا مقابلہ کرتے کرتے تھک کر بیٹھ گئیں۔ اور موجِ نسیم کے جھونکوں کے کھیلنے کے لئے جگہ کھلی چھوڑ دی۔

ایک دفعہ میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی ہیں، بیعتِ اولیٰ کی معیّنہ جگہ کے متعلق اختلاف رائے کا اظہار کیا، کہ پہلی بیعت معیّنہ جگہ کے بالمقابل جنوبی کوٹھری میں بڑے کارآئی تھی لیکن دیگر بیعت کنندگان کی رائے میں معیّنہ جگہ ہی اصلی جگہ تھی۔ اس اختلاف کو دور کرنے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ مئی سنہ ۱۹۳۱ء میں مالیر کوٹلہ سے واپسی پر یہاں ٹھہرے، اور منشی ظفر احمد صاحب مرحوم و مغفور کو کپورتھلہ سے بلایا، جو پہلے روز بیعت کرنے والوں میں شامل تھے، اور جنہیں مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ "منشی صاحب، ہم اور آپ کوئی دو ہیں"۔ منشی ظفر احمد نے بھی معیّنہ جگہ ہی کی تصدیق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی، اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے اس اختلاف کا فیصلہ فرما دیا۔

چند سال سے دار البیعت کا مسئلہ ایک قومی ۔جماعتی اور مرکزی صورت اختیار کر گیا ہے۔ مرکز نے جماعت میں دار البیعت کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل کی، مگر یہ ایک کمزور اور دھیمی آواز تھی۔اس پر بھی مخلصین جماعت نے تھوڑا بہت چندہ دیا اور ایک ہزار روپیہ کے قریب چندہ جمع ہو گیا ۱۹۳۹ء میں دار الخلافت کی طرف سے حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب سلمہٗ نے ایک چھوٹی سی مسجد کا نقشہ تیار کرایا، اور رمضان شریف میں مسجد کی بنیاد رکھدی گئی۔ آغاز دسمبر ۱۹۳۹ء میں ۸۰۰ سو روپے کے صرف سے ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔ اور یہ فخر لدھیانہ کی جملہ مساجد میں سے صرف دار البیعت کی مسجد کو حاصل ہے، جو صحیح قبلہ رخ واقع ہے۔

جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت اور دار البیعت کے مقام پر جماعت احمدیہ کی روحانی ولادت ایک ساتھ وقوع میں آئیں۔ اسی طرح دار البیعت کی مسجد اور آپکی جوبلی کی تقریب کو بھی خدا کی مصلحت نے ایک جگہ جمع کر دیا۔قصہ کوتاہ دار البیعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سے ایک خاص علاقہ ہے۔ اس لئے یہ مقدس مقام جس کی شانِ رفعت آجکل کس مپرسی کے غلاف میں لپٹی پڑی ہے۔حضور کی توجہات روحانی اور التفاتِ گرامی کا خاص طور پر منتظر ہے، تا اپنی شان خصوصی کو حاصل کرکے گمراہی کے اندھیروں میں اسلام کے بھٹکے ہوئے ناخداؤں کے جہازوں کے لئے لائٹ ہوس کا کام دے ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ٭ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

احباب جماعت کو بھی دار البیعت کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جبتک جماعت کی امداد کا ہاتھ آگے نہیں بڑھے گا، مرکز اپنے فرائض منصبی کو کما حقہٗ ادا نہیں کر سکتا۔جب کسی جگہ نئے آسمان اور نئی زمین کی بنیاد رکھی جاتی ہے، تو اس کی تعمیر میں کام آنیوالی ہر اینٹ اور ایک ایک روڑا قوم کی محنت کے پسینے کے پانی اور قوم کی مسلسل قربانیوں کے نتیجہ میں تیار ہوتا ہے۔

اخبارات کا مطالعہ کرنے والے دوست جانتے ہیں، کہ یورپ میں آجکل کسقدر سونا مونی لگ رہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ انسانی خون کی اسقدر ارزانی ہے کہ خون کی ندیاں بہ رہی ہیں۔ لاکھوں اور کروڑوں روپے کے صرف سے آگ اور خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے "کشتیاں جلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" بے شمار دولت سمندر کی امواجِ نہنگ اور اگنی دیوتا کی بھینٹ چڑھائی جا رہی ہے بشہر تباہ اور آبادیاں ویران ہو رہی ہیں۔ روکشِ جنت شہر اور سواد آبادیاں چشم زدن میں راکھ کے ڈھیر اور برباد کھنڈرات بن کر رہ گئی ہیں۔

اس پر تہذیب و تمدن کا اجارہ دار یورپ دعویٰ کر رہا ہے، کہ موجودہ جنگ کے خاتمہ کے بعد ایک نیا نظام قائم کیا جائے گا، اور نئی زمین اور نئے آسمان کی بنیادیں رکھی جائیں گی، جن پر آئندہ تہذیب کی شاندار عمارت تعمیر ہوگی یگر وہ لوگ جنہوں نے مادیات کے جہان میں آنکھ کھولی ہو، اور جن کی ساری آرزوئیں اور توقعات مادیات کی دنیا کی آغوش میں پرورش پا رہی ہوں تو وہ اپنے نئے آسمان اور نئی زمین کو مادیت کی ہی سحور کن چادر میں لپیٹ کر رہ جائیں گے۔ کیونکہ انکی نظر سفلی دنیا سے آگے نہیں جاتی۔ تاہم وہ مادی دنیا کے قیام کے لئے بھی پچاس فیصدی آمدنی لڑائی کے مصارف میں صرف کر رہے ہیں، اور اس سونے کو جو یورپ نے دنیا جہان کی خاک چھان کر اکٹھا کیا تھا، لوہے اور بارود کے سانچوں میں ڈال کر مٹی اور پانی میں ملا رہے ہیں۔ مگر اے برادرانِ ملت! ہمارے ناتواں شانوں پر ذمہ داریوں کا بہت بڑا بوجھ ہے۔ کیونکہ ہمیں ساری دنیا کو فتح کر کے اسلام کے سلامتی نواز اور امن پرور تمدن کو نئے نظام میں داخل کرنا ہے، اور اس نئے آسمان اور نئی زمین کی تعمیر کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے، جسکی بنیادوں کی پہلی اینٹیں مامورِ زماں نے دارالبیعت میں رکھی تھیں۔

اس کے لئے مرکز میں دارالبیعت فنڈ کے نام سے ایک مستقل فنڈ قائم ہونا چاہیئے۔ احباب جماعت اس فنڈ کو اسقدر مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر دیں، کہ دارالبیعت کے ملحقہ مکانات کو خرید کر یہاں ایک رفیع الشان دارالبیعت ہال، ایک عالی منزلت دارالبیعت مہمانخانہ اور ایک شاندار دارالبیعت ریڈنگ روم تعمیر کیا جا سکے، جہاں سے مردہ دلوں کو زندگی بخشنے کے لئے آبِ حیات کے چشمے جاری ہوں، تا کہ مسیح موعود علیہ السلام کے بنائے ہوئے نئے آسمان اور نئی زمین کی وسعتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رُبع مسکون کے چپّے چپّے کو اپنے دامن میں لے کر ارضی دنیا کو سماوی دنیا بنا دیں۔ اور یہ کام شرمندۂ تکمیل نہیں ہو سکتا جبتک ہم لوگ اپنے اندر قربانی کی روح، ایثار کا جذبہ اور دلوں کو پگھلا دینے والا گداز پیدا نہیں کرتے۔

سردست اتنا تو فوری طور پر ضرور ہو جانا چاہیئے، کہ دار البیعت کے ساتھ ایک فیملی کوارٹر تیار کرا کے مرکز کی طرف سے ایک تنخواہ دار خادم دار البیعت کی خدمت کے لئے مقرر کر دیا جائے، جو اِس شعائر اللہ کے مقام سے پانچ وقت اللہ اکبر کی صدا بلند کر کے ماحول کی فضا کو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور کبریائی کی گونج سے معمور کر دے۔ دار البیعت کی آبادی ہماری آبادیوں کی ضمین ہوگی۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

پیشوایانِ مذاہب نمبر

رسالہ ریویو اردو کے پیشوایانِ مذاہب نمبر کے کچھ نسخے برائے فروخت موجود ہیں۔ اس میں مہاتما بدھؑ، کنفیوشسؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت کرشنؑ اور حضرت باوا نانکؒ کی زندگیوں اور تعلیمات پر نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس رسالہ کو تمام حلقوں میں نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ پانچ آنہ کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

ریویو کے پُرانے فائل

رسالہ ریویو کے پرانے فائل جن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں جو کسی اور جگہ شائع نہیں ہوئے قابل فروخت ہیں۔ ان فائلوں میں اور بھی بہت سے نہایت قیمتی مضامین ہیں۔ ہر احمدی کو انکا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت کیجئے۔ مکمل ۱۰ سال کی جلدیں خریدنے والوں سے خاص رعایت کیجائے گی۔

ملنے کا پتہ

مینجر رسالہ ریویو اردو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰی خَیْلِكَ وَ رَجِلِكَ لَوْلَا اَنَّا رَئَیْنَا اَبَا بَکْرٍ لَهَا اَهْلًا لَمَّا تَرَکْنَاہُ۔ (شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید جلد ۱ جزو ۱ صفحہ ۴۵)	ہمیں کوئی حاجت نہیں تیرے سواروں اور تیرے پیادوں کی، اگر نہ پایا ہوتا ہم نے ابوبکر کو اس (خلافت) کا اہل، تو ہم اُسے نہ چھوڑتے۔

یہ روایت بھی اس امر پر روز روشن کی طرح دال ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو حضرت علیؓ خلافت کا اہل سمجھتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے ابوسفیان کی مدد کو ٹھکرا دیا۔ اور ایسے رنگ میں اسے جواب دیا جس سے یہ ظاہر ہو، کہ ان کے نزدیک اس کی حضرت ابوبکرؓ کے خلاف منصوبہ سازی ایسی ہی ایک حرکت قبیحہ تھی جیسی حرکات قبیحہ وہ حمایت کفر میں اسلام کے خلاف کرتا رہا تھا۔ آپ نے بتا دیا کہ جس طرح اسلام کے خلاف اس کی کوئی منصوبہ سازی کارگر نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ مسلمانوں کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکا تھا، اسی طرح وہ حضرت ابوبکرؓ کے خلاف کوئی منصوبہ سازی کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ خلافت کے مقام کے اہل ہیں۔

حضرت علیؓ کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا مرتبہ

دلیل پنجم - حضرت علیؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی تعریف میں فرماتے ہیں:-

لَعَمْرِیْ اِنَّ مَکَانَهُمَا۔ مجھے اپنی عمر کی قسم کہ بیشک ان

فِی الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَ اِنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجُرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ فَرَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَ جَزَاهُمَا اَحْسَنَ مَا عَمِلَا۔ (شرح نہج البلاغہ جلد ۴ جزو ۱۵ صفحہ ۲۱۹)	دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کا مرتبہ اسلام میں البتہ بہت ہی بڑا ہے اور بیشک ان دونوں کی وفات کیوجہ سے اسلام کو شدید زخم پہنچا ہے۔ اللہ ان دونوں پر رحم کرے اور انکو ان کے عمل کا بہتر سے بہتر بدلہ دے۔

(بقیہ)" فَسَمَّاہُ النَّبِیُّ مِنْ اَبِیْ فُضَیْلٍ اَبَا بَکْرٍ وَ مِنْ عَبْدِ الْعُزّٰی عَبْدَ اللّٰهِ " کہ انکا نام نبی کریمؐ نے ابوفضیل کی بجائے ابوبکر اور عبد العزّٰی کی جگہ عبد اللہ رکھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوازِ تحریفِ بائبل میں چند باتیں

(جناب شیخ غلام مجتبیٰ صاحب)

لاہور سے ایک ماہوار رسالہ "نیرنگ خیال" شائع ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کے قواعد و ضوابط سے یہ بات واضح ہے، کہ اس رسالہ کے اجراء کی غرض و غایت اور مقصد وحید صرف اور صرف علم و ادب کی خدمت کرنا ہے۔ اور یہ رسالہ کسی جماعت یا فرقہ کے مذہبی اعتقادات و خیالات پر حملہ نہیں کرے گا۔ لیکن ماہ اپریل ۱۹۴۳ء کی اشاعت میں ایک مضمون بعنوان "آئینِ فطرت" شائع ہوا ہے۔ جس کے لکھنے والے ایک صاحب ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی آف کیمل پور ہیں ہمیں کسی قسم کا اعتراض نہ ہوتا اگر یہ مضمون حق و صداقت کا حامل ہوتا۔ لیکن افسوس کہ مضمون نگار نے ایسی دور از کار اور بے سر و پا باتیں اس مضمون میں تحریر کی ہیں، جو کہ صرف کسی ایک فرقہ کے اعتقادات و خیالات کے ہی برعکس نہیں، بلکہ اس مضمون کی اکثر باتیں ایسی ہیں جن سے براہِ راست خدا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی تعلیمات پر زد پہنچتی ہے۔

اگرچہ اس مضمون میں احمدیوں کو ہدفِ مطاعن بنایا گیا ہے مثلاً ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

"احمدیوں اور دیگر مولویوں نے توریت و انجیل، گیتا اور وید کے خلاف بیشمار لٹریچر پیدا کر کے اسلام کے بلند نصب العین کو سخت نقصان پہنچایا"

لیکن ہمارا اس مضمون کو تحریر کرنیکا صرف ایک ہی مقصد ہے، اور وہ ان تمام شکوک و شبہات و خدشات کا ازالہ کرنا ہے جن میں گرفتار ہو کر ڈاکٹر صاحب نے اللہ عزّ وجل اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی تعلیمات کے خلاف یہ مضمون تحریر فرمایا ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر صاحب کے اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے، کہ بائبل اور وید وغیرہ کتب سماویہ نزول قرآن کے بعد منسوخ نہیں ہوئیں۔ اور ان کتب میں کسی قسم کی تحریف نہیں کی گئی۔ قبل ازیں کہ ہم ڈاکٹر صاحب کے تمام دلائل کا سلسلہ وار جواب باصواب تحریر کریں، یہ بتا دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ کیا بائبل وغیرہ صحف میں تحریف ہو سکتی تھی یا نہیں؟ ہم انشاء اللہ قرآن مجید سے اس امر کے ثبوت کے لئے دلائل حقہ پیش کریں گے۔ وہو ہذا۔

قارئین کرام! دنیا میں جسقدر مذاہب پائے جاتے ہیں، انکی بنیاد ان کی کتابوں پر ہے لیکن جن اقوام کے پاس الٰہی کتاب نہیں، وہ قومیں صحیح طور پر مذہبی قومیں نہیں۔ اور کتاب کی بنیاد اس کے الفاظ پر ہوتی ہے نہ کہ معانی پر۔ کیونکہ الفاظ الہامی اور خدائی ہوتے ہیں، اور معانی اس کتاب کے پڑھنے والوں کے ذاتی خیالات کا نام ہے۔ اس لئے سچے مذہب کے لئے نہایت ضروری ہے، کہ اس کی الہامی کتاب کے الفاظ محفوظ رہیں۔ کیونکہ اگر الفاظ محفوظ نہ رہیں تو کتاب غیر محفوظ ہو جائے گی۔ اور جب کتاب غیر محفوظ ہوئی، اور چونکہ مذہب کی بنیاد کتاب پر ہوتی ہے، اس لئے وہ مذہب بھی جس کی الہامی کتاب کے الفاظ میں تغیر آیا ہے قائم نہ رہے گا۔ ہمارے (احمدی) نزدیک بائبل نمونہ کتاب پیدائش" تا "مکاشفہ" جو صحائف وقتاً فوقتاً خدا کی طرف سے نازل ہو کر دنیا کو ظلمت و ضلالت سے نکال کر اپنے انوار سے منور کرتے رہے۔ اب وہ قابل عمل نہیں۔ اور ان پر عمل کر کے اب کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔ اور ہمارے اس دعویٰ کے ثبوت میں جہاں اور بہت سے دلائل ہیں وہاں سب سے بڑا اور محکم ثبوت یہ ہے، کہ ان صحائف کے الفاظ بعینہٖ محفوظ نہیں رہے، جن سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اگر خدا کو یہ منظور ہوتا کہ لوگ ان کتابوں پر عمل کر کے نجات حاصل کریں تو کبھی بھی انکو غیر محفوظ نہ ہونے دیتا۔ اور قرآن شریف سے یہ امر ثابت ہے، کہ تورات کی حفاظت کا ذمہ خدا نے نہیں لیا تھا، لیکن قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ خود خدا کی ذات نے تا قیامت کے لئے کیا ہوا ہے۔

قبل ازیں کہ ہم اپنے دعوے کے ثبوت میں آیات قرآنیہ پیش کریں، ہم تحریف کی لغوی تعریف سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قارئین کرام کو مطلع کرتے ہیں - اقرب الموارد میں وارد ہے ۔ حَرَّفَ القَوْلَ اَیْ غَیَّرَہٗ ۔ یعنی قول میں تحریف کے یہ معنے ہوتے ہیں، کہ وہ اپنی اصلی صورت میں نہ رہے ۔ اور اس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں - ۱- کسی کلام میں جو الفاظ پہلے نہ تھے وہ داخل کردیے جائیں ۔ ۲- کچھ الفاظ نکال دیے جائیں - ۳- کوئی قول پورے کا پورا اپنی جگہ سے نکال دیا جائے -

الغرض تحریف کمی وبیشی اور فقدان کا نام ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، (ثبوت تحریف)

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ ۔ (مائدہ)

اب دیکھئے خداوند تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ توریت ہم نے نازل نہیں کی، بلکہ فرمایا کہ بیشک ہم نے توریت کو نازل کیا ۔ اُس حالت میں جبکہ یہ نور وہدایت کی حامل تھی ۔ یہ جملہ حالیہ ہے ۔ اور اَنزلنا کے ساتھ یعنی زمانہ ماضی کے ساتھ مختص ہے ۔ جیسے ہم کہیں جَآءَ زَیْدٌ رَاکِبًا ۔ زید میرے پاس آیا درحالیکہ وہ سوار تھا ۔ اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ نزول توریت خدا کے حکم سے ہے تو کیا خدا نے اس کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا تھا ؟ تو اس سوال کا جواب آیت کے دوسرے حصہ میں دیا ۔ اور فرمایا کہ انبیاء، یہود اور ان کے عالم اور درویش توریت کے ذریعہ پیش آمدہ معاملات کا فیصلہ کرتے تھے ۔ اور ان تینوں گروہوں کو توریت کی حفاظت کا کام سپرد کیا گیا تھا ۔ چنانچہ جبتک بنی اسرائیل میں نبی آتے رہے، وہ اس کے ذریعہ فیصلے کرتے رہے ۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت کا سلسلہ بنی اسرائیل میں بند ہوگیا ۔ رہ گئے احبار ورہبان، انمیں خشیت اللہ باقی نہ رہی اور وہ اعمال دنیا میں مشغول ومنہمک ہوگئے ۔ قرآن مجید انکی حالت کا نقشہ یوں الفاظ بیان کرتا ہے ۔ فرمایا :-

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ (مائدہ) جھوٹ کو سننے والے، حرام کھانے والے دوسری جگہ فرمایا ۔ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۔ (یہود) لوگوں کے اموال کو حرام طریقوں سے کھاتے ہیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ تو روش انکی دنیاوی امور کے متعلق تھی، لیکن اپنے مذہبی معاملات میں بھی یہ تمرد اور سرکشی میں حد سے زیادہ تجاوز کر چکے تھے۔ اور قتل انبیاء علانیہ کرتے تھے۔ اور اس قبیح و شنیع فعل کے ارتکاب میں یہود بے خوف و خطر تھے۔ فرمایا۔ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۔ یہود نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں۔ زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام انکو لعنت ملامت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اے خدا تو انہیں (باغی یہود) ملزم جان۔ ایسا ہو کہ وہ اپنی مشورتوں سے آپ ہی گر جائیں۔ انکو ان کے گناہوں کی کثرت کے سبب نکال پھینک، کہ انہوں نے تجھ سے سرکشی کی ہے۔" زبور ۵۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی انجیل میں بنی اسرائیل کو لعنت کی۔ فرمایا:۔

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس، کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کے مانند ہو۔ جو باہر سے اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ پر بھیتر مُردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی ناپاکی سے بھری ہیں۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو، پر باطن میں ریاکاری اور شرارت سے بھرے ہو۔ الخ" (متی ۲۳: ۲۷-۲۸ آیت)

قارئین کرام نے بائبل اور قرآن مجید کے ان حوالجات کو پڑھا ہے، جن سے یہود قوم کا طرز عمل عیاں ہے۔ اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ اپنے افعال و اعمال میں لعنت و پھٹکار کے مستحق ہو چکے تھے۔ تو انہوں نے اپنی مذہبی کتب کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا۔ اس کا نقشہ قرآن کریم یوں بیان فرماتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ (بقرہ) ہلاکت ہو ان (اہل کتاب) کے لئے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے، پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

دوسری جگہ وارد ہے۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ (اہل کتاب) کتاب کے لفظوں میں تحریف کرتے ہیں۔ اور عیسائیوں کے متعلق فرماتا ہے۔ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۔ پھر فرمایا،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ حوالہ سب سے زیادہ واضح اور روشن ہے۔ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ اے مخاطب! تو ہمیشہ اہل کتاب کی خیانت سے مطلع ہوتا رہے گا۔ اس حوالہ سے معلوم ہوا، کہ بائبل کی تحریف کا زمانہ قیامت تک ممتد رہوگا۔ اور کوئی زمانہ ایسا نہیں آئے گا جبکہ یہ کہا جاسکے، کہ بائبل میں تحریف نہیں ہوئی۔ چنانچہ قرآن کریم کی اس پیشگوئی کو ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ بائبل کا کوئی ایڈیشن پہلے سے دوسرا ایسا نہیں ہوتا جس میں تغیر و تبدل اور تحریف نہ کیجاتی ہو۔ "دس ہزار قدسی"۔ "یونس نبی کا معجزہ" وغیرہ حوالہ جات میں جو تغیر کیا گیا ہے، وہ قارئین کرام سے پوشیدہ نہیں۔ اور یہ تمام حوالہ جات بائبل کے محرف و مبدل ہونے پر روشن دلائل ہیں۔ اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ ان کتابوں میں تحریف ہوچکی ہے تو یہ کتابیں قابل عمل بھی نہ رہیں۔

دوسری طرف ہم قرآن مجید کو لیتے ہیں۔ اس کی حفاظت خدا نے مسلمانوں کے سپرد نہیں رکھی، بلکہ خدا نے خود اس کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ فرمایا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ہم ہی قرآن مجید کو نازل کرنے والے ہیں اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ از ابتداء نزول تا ایندم اور آئندہ قیامت تک قرآن مجید میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ اس تنزیل عزیز کے نازل کرنے والے عزیز و غالب خدا نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ مسلمانوں میں خوارج اور روافض اور اہل تشیع فرقے ہیں۔ ان میں سے بعض تو جامعین قرآن سے اور بعض حضرت علیؓ سے انتہاء کا بغض و کینہ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ لیکن جو قرآن مجید ان کے پاس ہے وہی قرآن ہمارے پاس ہے۔ پس قرآن مجید میں تحریف و جعل اس لئے نہیں کی گئی ہے، کیونکہ اس کی حفاظت خدا کے سپرد ہے۔ اور جس کام کے متعلق خدا ذمہ لے، اس کام کو کون بگاڑ سکتا ہے۔ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ غَالِبًا عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ۔

اس بات کے ثبوت کے بعد کہ بائبل میں تحریف ہوچکی ہے، اور اب یہ مجموعہ صحف قابل عمل نہیں۔ ہم ڈاکٹر صاحب کے دلائل کا سلسلہ وار جواب عرض کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں :۔

"عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے (لیکن ڈاکٹر صاحب خاص مسلمانوں میں سے ہیں) کہ قرآن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آتے ہی تمام پہلی کتابیں منسوخ ہو گئی تھیں۔ یہ عقیدہ خود ساختہ، من گھڑت اور قطعاً باطل ہے۔ (نعوذ باللہ۔ ناقل) اگر اس عقیدہ کو ایک منٹ کے لئے درست مان لیا جائے تو بس یہ پوچھتا ہوں کہ ان اقوام اور افراد کے متعلق آپ کیا فتویٰ صادر کریں گے، جن تک قرآن نہیں پہنچ سکا۔ یا دیر سے پہنچا، یا پہنچا لیکن وہ سمجھ نہ سکے۔ آخر قرآن عرب میں نازل ہوا، اور عرب اور جاپان یا امریکہ و عرب کے درمیان ہزارہا میل کا فاصلہ تھا۔ ذرائع آمد و رفت مخدوش اور وسائل تبلیغ مفقود۔ تو کیا یہ لوگ اپنی الہامی کتابوں سے راستی، دیانت، اخلاص، تقویٰ اور اطاعت وغیرہ کا درس نہ لے سکتے تھے، اور نزول قرآن کے بعد جبتک آپ کے علماء ان ممالک میں نہ پہنچ جاتے، کیا وہ ارتکاب معاصی کر سکتے تھے؟ آخر پہلی کتابیں تو ہو گئیں منسوخ، اور نئی ان تک پہنچی نہیں۔ وہ اس وقفہ میں کریں تو کیا؟ جائیں تو کہاں؟ کیا وہ اس دوران میں اپنی پرانی کتابوں پر عمل کر سکتے تھے؟ اگر نہیں تو کوئی اور چارہ کار۔"

الجواب:۔ بیشک، نزول قرآن کے بعد یہ کتابیں منسوخ ہو گئیں، لیکن ساتھ ہی قرآن مجید کا ایک اصول یہ بھی ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ انسان کی وسعت و ہمت سے بڑھ کر خدا اسے جہد اور مشقت میں نہیں ڈالتا۔ اب اس آیت نے مسئلہ حل کر دیا۔ یعنی جن تک قرآن نہیں پہنچ سکا، اور انکو اس کی تعلیمات سے آگاہی نہیں ہوئی ان پر کوئی الزام نہیں۔ اور یہ اصول قیامت تک کے لئے ہے۔ اگر آج بھی ایک شخص کو قرآن شریف کا پتہ نہ ہو اور وہ نیک فطرت ہو، تو خدا اس پر گرفت نہیں کرے گا۔ انکار اور کفر، تکذیب و تردید، ایمان اور عمل تو تبھی ہو سکتا ہے جبکہ کسی کے سامنے قرآن مجید پیش کیا جائے۔ نیز یہ اصول صرف اہل کتاب اقوام کے لئے نہیں بلکہ ہر خاص و عام اللہ ہیں مساوی و مشترک ہیں۔

دوسری جگہ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں، کہ جب توریت و قرآن کے احکام ایک جیسے ہیں تو انکو کیوں منسوخ کیا جاوے، وغیرہ وغیرہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ایک پیالی کو توڑ کر پھر ویسی ہی پیالی بنانا کہاں کی عقلمندی ہے؟ چند احکام کو منسوخ کر کے پھر وہی احکام نافذ کرنا چہ معنی دارد؟ جسقدر نامعقولیت اس عقیدہ میں ہے اس سے زیادہ نامعقولیت کسی اور عقیدہ میں نہیں ہو سکتی، کہ توریت وانجیل کے احکام منسوخ ہو کر پھر وہی جاری کر دئے گئے"

الجواب:- افسوس کہ ڈاکٹر صاحب کو ان کے ایک من گھڑت عقیدہ کی حمایت کے خیال نے حقیقت و اصلیت سے کسقدر دور کر دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جو بھی اعتراض تلاش کیا ہے، اس کا جواب قرآن مجید میں موجود ہے۔ فرمایا:- مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا (بقرہ) یعنی جو حکم بھی ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں ہم اس سے بہتر یا اس کی مثل اور لے آتے ہیں۔ اب غور کیجئے کہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ آیات و احکام کے نسخ اور نزول میں ہمارا دخل ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب خدا کے اس فعل کو نامعقولیت کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ العجب ثم العجب۔ فتدبر!

پھر ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:-

"بعض مولوی یہ کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں جس توریت و انجیل کی تعریف درج ہے اس سے مراد وہ کتابیں ہیں، جو موسیٰ و عیسیٰ (علیہم السلام) پر نازل ہوئی تھیں، نہ کہ وہ جو یہود و نصاریٰ کے پاس نزول قرآن کے وقت موجود تھیں۔ اس کج فہمی کے متعلق عرض ہے، کہ اگر یہ کتابیں غلط سلط ہو چکی ہوتیں، تو اللہ انکو سچا کیوں کہتا؟ کیا خدا کو علم نہ تھا کہ انمیں تحریف ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔ وہ آیت مندرجہ ذیل ہے۔ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ"

الجواب:- قارئین کرام! ہم ڈاکٹر صاحب کی سطحی نظر اور نتیجہ اخذ کرنے میں جلد بازی کا کہاں تک رونا روتے چلے جائیں۔ افسوس کہ وہ قرآن مجید کے مطالب، کو اس کے سیاق و سباق کے ذریعہ نہیں سمجھتے۔ جو آیت انہوں نے درج کی ہے، بغیر کسی کتر بیونت کے اس طرح ہے۔ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ، اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہودی لوگ بوجہ محمد رسول اللہ کی سرداری کے اپنے مقدمات فیصلہ کے لئے آپ کے پاس ہی لایا کرتے تھے، اور آپ جو فیصلہ ارشاد فرماتے وہ اسے قبول کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ یہودی ایک مرد اور عورت کو لائے جنہوں نے فعلِ بد کا ارتکاب کیا تھا۔ مقدمہ والے اگر مسلمان ہوتے تو آپ نے اسلامی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا تھا۔ لیکن مقدمہ والے چونکہ یہودی تھے، اس لئے آپ نے فرمایا کہ توریت میں اس جرم کی کیا سزا ہے؟ یہودیوں نے کہا۔ ہم اس فعل کے مرتکبین کو گدھوں پر سوار کر کے اور ان کے منہ سیاہ کر کے انکی تشہیر کرتے ہیں۔ آپ نے زیادہ اطمینان کے لئے فرمایا کہ اچھا توریت میرے پاس لاؤ۔ یہودی توریت لے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں اس سزا کے متعلق حکم ہے وہاں سے پڑھو۔ چنانچہ ان میں سے ایک یہودی نے پڑھنا شروع کیا، تو اس میں رجم کی سزا کا ذکر تھا۔ جب وہ اس جگہ پہنچا، تو اس نے اس جگہ اپنا ہاتھ رکھدیا، اور چالاکی سے آگے پڑھنا شروع کر دیا۔ مجلس میں حضرت عبد اللہ بن سلام رض جو کہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے، اور مسلمان ہو گئے تھے، بیٹھے تھے۔ انہوں نے یہودی کی اس چالاکی کو بھانپ لیا، اور اسے کہا کہ جہاں ہاتھ رکھا ہے اس کے نیچے پڑھو۔ جب وہاں سے پڑھا گیا تو سنگساری کا حکم موجود تھا۔ آپ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ ایسے ہی واقعات کی بناء پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ یعنی اے پیغمبر! یہ یہودی کب آپ کا فیصلہ قبول کریں گے، جبکہ یہ خود اپنی کتاب سے روگردان ہیں۔ وبس۔ اس آیت کا تو یہ مفہوم تھا لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس آیت کو یہودیوں کی سچائی کی دلیل قرار دیا۔ فافہم!

پھر ڈاکٹر صاحب ایک اور نادانی کا ارتکاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"کبھی کبھی یہ حجت بازی بھی سننے میں آتی ہے، کہ موسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام کا پیغام مخصوص جماعتوں اور فرقوں کے لئے تھا۔ اور دوسری طرف قرآن تمام عالم کے لئے ہے، اس لئے پہلی تمام کتابیں منسوخ ہو چکی ہے۔ یہ ایک عجیب فریب ہے .... کیا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں صرف یہودی عمل کر سکتے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور قبطیوں کو عبادت، راستی، دیانت و تقوی کی اجازت نہ تھی؟ کیا قیامت کے دن ایک مصری (قبطی) اپنی بدکاریوں کا یہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ اے رب! مَیں اس لئے نیکوکار نہ بن سکا کہ تیری توریت صرف یہودیوں کے لئے تھی، اور مجھے بولنے کی اجازت نہ تھی۔"

الجواب:- افسوس کہ ڈاکٹر صاحب نے تعصب میں قلم کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے پس و پیش کیطرف خیال نہ دوڑایا، کہ میرا قلم جو کچھ لکھ رہا ہے کیا یہ عین مطابق ہدایات اسلام ہے یا خود تراشیدہ ہفوات و خرافات کا پلندہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ سوال نہ تو کلام خدا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سمجھنے کے بعد کیا ہے، اور نہ ہی اسلام کی تعلیمات میں ایسے خیالات وعقائد کی گنجائش ہے۔ قرآن مجید اور فرامین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر بالبداہت اور صراحت سے عیاں ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے۔ ان کے سپرد تمام دنیا کی اصلاح نہ تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں جتنے انبیاء کا ذکر وارد ہوا ہے، وہ اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے مثلاً نوح ابراہیم، اسحٰق، یعقوب، موسیٰ، لوط، اسمٰعیل، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، شعیب، ہارون زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، صالح، الیسع، یونس وغیرہم علیہم السلام۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی یہ حکم نہیں دیا گیا۔ قُلْ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا بجز آقائے نامدار محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے، جن کو كَافَّةً لِّلنَّاسِ بنا کر مبعوث کیا گیا۔

قرآن شریف کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ جس میں آپ فرماتے ہیں، اور آپ کا یہ فرمان بخاری شریف جو کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے میں بھی وارد ہوا ہے، فرمایا۔ كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔ یعنی مجھ سے پہلے جو نبی آتا تھا اس کا دائرہ تبلیغ اور دائرہ اصلاح صرف اپنی قوم ہوتا تھا۔ لیکن میری بعثت کسی ایک خاص قوم کے لئے نہیں، بلکہ ہر اسود و احمر کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور آپ نے اس امر کو اُن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پانچ باتوں میں سے ایک قرار دیا ہے، جن میں صرف آپ ہی دیگر انبیاء سے منفرد و مختص ہیں۔

اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ہر نبی کو صرف اپنی قوم کیطرف مبعوث کیا جاتا تھا، وہ اس قوم کے عقائد سے پتہ مل جاتا ہے چنانچہ یہودی اپنے مذہب میں کسی غیر کو داخل نہیں کرتے۔ کیونکہ توریت میں جہاں دیکھو گے مخاطب صرف بنی اسرائیل ہوں گے۔ "اے اسرائیل"۔ "اے بنی اسرائیل"۔ ژند اوستا کے نبی بھی صرف ایک ہی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اس لئے پارسی بھی اپنے مذہب میں شامل نہیں کرتے۔ ویدوں کو لے لو۔ ان کے ماننے والوں کا عملی نمونہ ظاہر ہے، کہ آریہ مت تبلیغی مت نہیں۔ اب اگر انہوں نے مسلمانوں کی دیکھا دیکھی تبلیغ شروع کر دی ہے تو یہ امر دیگر ہے۔ انہیں تبلیغ کا حکم نہیں دیا گیا۔ یا یہ وجہ اسقدر مدت دراز گذر جانے کے وید کی تعلیم دنیا میں نہ پھیل سکی۔

اسی طرح انجیل کو لے لو۔ اسمیں کسی جگہ یہ نہیں آیا، کہ بنی اسرائیل کے سوا کسی غیر قوم کے فرد کو عیسائیت میں شامل کرو۔ خود حضرت مسیح ناصری کا فرمان ہے۔ "میں بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے سوا کسی اور کی طرف نہیں بھیجا گیا۔" اور اپنے حواریوں کو بھی حکم دیا کہ "غیر بنی اسرائیل کے شہروں میں داخل نہ ہونا" اپنی مخصوص تعلیمات کی وجہ سے یہ قومیں مختص الزمان اور مختص المکان تھیں۔ اور ان کا دائرہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے منسوخ ہو گیا۔ لیکن آپکی بعثت ہر فرد بشر کی طرف تھی۔ چنانچہ اگر پہلے دن ابوبکرؓ اپنی قوم کا فرد ایمان سے مشرف ہوا، تو دوسرے دن حبش کے باشندہ بلالؓ بھی دولت ایمان سے مالامال ہوئے۔ اور تیسرے دن روم کے باشندہ صہیبؓ بھی خادمان رسولؐ میں شامل ہو کر اسلامی سلک کے ایک درخشندہ موتی ثابت ہوئے۔ اور چوتھے دن فارس کے رہنے والے سلمانؓ بھی بادہ توحید کے متوالے نظر آنے لگے۔ غرض آغوش اسلام میں ہر قوم و ملت کے افراد کے لئے رحمت و شفقت کا سامان موجود ہے۔ اور اسلام کی فوقیت، دیگر تمام ادیانِ عالم پر اسی وجہ سے ہے۔

غرض قرآن مجید کے احکام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ وارد ہے۔ اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت علی رضؓ کے اس قول سے ظاہر ہے، کہ آپ حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کی خلافت حقہ کے قائل تھے، اور وہ ہر دو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمانہ خلافت میں بھی اسلام میں نہایت بلند مرتبت شخصیتیں یقین کرتے تھے، اور انکی وفات کو مسلمانوں کے لئے ایک سخت دینی اور قومی صدمہ سمجھتے تھے۔

ماسوا اس کے حضرت علی رضؓ نے اپنی عمر کی قسم کھا کر اپنے زمانہ حیات کو اس بات پر گواہ ٹھیرایا ہے، کہ ان ہر دو بزرگواروں کی خلافت کے زمانہ میں انکی اپنی زندگی کی روش گواہ ہے۔ کہ ان کے نزدیک یہ ہر دو بزرگ ہستیاں اسلام میں نہایت عظمت رکھنے والی ہیں، اسی لئے آپ نے ان کے خلاف اپنے زمانہ حیات میں کوئی بغاوت نہیں کی، بلکہ ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے انہیں اہم امور میں مشورہ دیتے رہے۔

امام جعفر رضؓ کے نزدیک حضرت ابوبکر رضؓ کی شان صدیقی

دلیل ششم۔ حضرت علی رضؓ کے علاوہ شیعوں کے دیگر ائمہ کرام بھی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خلافتِ حقہ کے قائل تھے۔ چنانچہ علی اردبیلی اپنی کتاب کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمہ میں ایک روایت یوں درج کرتے ہیں :-

"اِنَّهُ سُئِلَ الْاِمَامُ اَبُوْجَعْفَرٍ عَنْ حِلْيَةِ السَّيْفِ، هَلْ يَجُوْزُ فَقَالَ نَعَمْ قَدْ حَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ سَيْفَهٗ بِالْفِضَّةِ فَقَالَ الرَّاوِيْ اَتَقُوْلُ هٰكَذَا فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ مَكَانِهٖ فَقَالَ نَعَمْ اَلصِّدِّيْقُ، نَعَمْ اَلصِّدِّيْقُ نَعَمْ اَلصِّدِّيْقُ۔ فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيْقَ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهٗ فِي

امام جعفر رضؓ سے پوچھا گیا تلوار کو مزین کرنے کے متعلق کہ کیا یہ جائز ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں۔ کیونکہ ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنی تلوار کو مزین کیا چاندی سے۔ پس راوی نے (جو شیعہ تھا) کہا آپ ایسا (ابوبکر کو صدیق) کہتے ہیں؟ اس پر امام صاحب (جوش سے) اچھل پڑے اپنی جگہ سے، پس کہا، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں جو انہیں صدیق نہ کہے، خدا اسکی بات نہ سچی کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس قبطی کو خدا تعالیٰ نے ضرور ہدایت کا راستہ بتایا ہوگا۔ اس لئے اس کا یہ عذر اس آیتِ قرآنی اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ سے رد ہو جائے گا۔ کاش! ڈاکٹر صاحب فہم و تدبر سے اس مضمون کو ترتیب دیتے۔ آپ اس عقیدہ کو جس کی بنیاد قرآن کریم اور احادیث نبویہ پر ہے، "ایک عجیب فریب ہے" قرار دیتے ہیں۔ اَلْاَسَفُ کُلَّ الْاَسَفْ! کیا آپکی اس تحریر سے قرآن اور احادیث کو زد نہیں پہنچتی؟

پھر ڈاکٹر صاحب اپنے ایمان کا مظاہرہ بایں الفاظ کرتے ہیں:۔

"میرا یہ محکم ایمان ہے کہ قرآن کے خدا اور مسلمانوں کے رسول کو تورات و انجیل کے متعلق (جو اس وقت موجود تھیں) یہ پورا پورا الیقین تھا، کہ انکی تعلیم میں نہ تو کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ تحریف۔ سمجھ میں نہیں آتا، کہ ہمارے موجودہ علماء عوام نے یہ عقیدہ کہاں سے لیا؟"

الجواب:۔ قارئین کرام! ڈاکٹر صاحب کے ایمان کی حقیقت کو سمجھ گئے ہوں گے۔ اس بات کے ثبوت میں کہ بائبل میں تحریف ہوئی ہے یا نہیں، اور خدا اور رسول کو اس کا پتہ تھا یا نہیں، ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ دوبارہ تحریر کرنا باعث طوالت ہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے:۔

"اگر کسی شریر نصرانی یا یہودی نے تورات و انجیل میں تحریف کر دی تھی، تو اس تحریف کو ان متقی ہدایت یافتہ راکع و ساجد اہل کتاب نے کیسے گوارا کر لیا؟"

الجواب:۔ گذارش ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد امت یہود بحیثیت مجموعی بگڑ چکی تھی۔ جہاں کہیں اہل کتاب کی تعریف قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے، وہ خال خال اور الشاذ کالمعدوم کا حکم رکھتی ہے۔ ورنہ وہ شریر نصاریٰ و یہود یہی احبار و رہبان تھے نہ کہ عامۃ الیہود۔

پھر ڈاکٹر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"تحریف کا کوئی مقصد ہونا چاہیئے۔ مثلاً زنا بدوزی، عیاشی، جواز زنا و خمر یا حرام خوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وغیرہ وغیرہ تورات وانجیل کو اٹھا کر دیکھ لو۔ کہیں اس قسم کا حکم نہیں ملتا۔"

الجواب :- افسوس کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ سوال تو کیا، لیکن ہماری طرف سے وجوہاتِ تحریف صرف اور صرف یہی باتیں تھیں۔ اور اس کا ذکر کہ علماء و عوام یہود و نصاریٰ کی دینی حالت کیسی تھی؟ اوپر عرض کر آئے ہیں۔ ایک دلیل ہم اور اس جگہ ہدیۂ قارئین کرتے ہیں :-

سنئے ڈاکٹر صاحب! اگر یہود و نصاریٰ اپنے عقاید پر ثابت قدم رہتے، تو ان پر لعنت و پھٹکار کی مار کیوں پڑتی؟ حضرت داؤد و حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے جب یہود کو نہایت ہی گندی اور سوقیانہ حالت میں دیکھا، تو بالفاظ قرآنی ان پر ان ہر دو نبیوں نے لعنت کی۔ فرمایا۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔ بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے کفر کیا، ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی، اور حد سے آگے بڑھتے تھے، اور ایک دوسرے کو اس برائی سے جو وہ کرتے تھے منع نہیں کرتے۔ ان کا کام کتنا بُرا ہے۔

ان ہر دو عظیم الشان نبیوں کی لعنت کا نتیجہ تھا، کہ بنی اسرائیل سے نبوت کا انعام چھین لیا گیا۔ اور بنو اسماعیل کو اس انعام سے نوازا گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، جن کے متعلق تورات میں پیشگوئی ہے، وہ آتشین شریعت لائے گا۔" اور حضرت عیسیٰ آپ کے اجلال و اکرام کو بایں الفاظ ادا کرتے ہیں کہ "میں تو اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق بھی نہیں۔" "وہ جو میرے بعد آتا ہے۔ مجھ سے قوی ہے۔"

ہم اپنے مضمون کی اس پہلی قسط کو اسجگہ ختم کرتے ہیں اور قارئین کرام سے امید خواہ ہیں، کہ وہ اس امر کا نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کریں گے، کہ ڈاکٹر صاحب نے کسقدر بے سروپا اور دور از کار باتیں اپنے مضمون میں بیان کی ہیں۔ ان کے مضمون کا عنوان "آئین فطرت" ہے۔ لیکن جن کی تائید میں ڈاکٹر صاحب نے بیجا جوش اور تعصب کا اظہار کیا ہے۔ ان کے آئین کا اگر ڈاکٹر صاحب بنظر غور مشاہدہ کریں تو ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی عقل گم ہو جائے۔ کیا نصاریٰ کے متعلق قرآن مجید بار بار یہ نہیں فرماتا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ پھر فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۔ غور کیجئے کہ ڈاکٹر صاحب کو جنکی حمایت میں اپنے تن بدن کا ہوش نہیں ان کے عقائد کیسے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب کو اگر آئین فطرت کے متعلق کچھ لکھنے کا شوق تھا، تو انہیں چاہیئے تھا کہ وہ اہل کتاب کے عقائد (جو کہ واقعی فطرت کے خلاف ہیں)، کا عقائد اسلام سے موازنہ و مقابلہ کرتے اور پھر قرآن مجید سے توحید کامل کے ثبوت میں ہزاروں مثالیں پیش کر سکتے تھے۔ کیونکہ فطرت صحیحہ صرف ایک خدا کو تسلیم کرتی ہے۔ اور اسلام کے جو صحیح عقائد قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہیں۔ انکی بناء پر صرف اور صرف مذہب اسلام ہی "آئین فطرت" کو پیدا کرنے کا دعویدار ہے۔ اور فطرت انسانی مذہب اسلام کے پیش کردہ آئین فطرت سے متنفر و بیزار نہیں۔ بلکہ بعض اوقات دیگر مذاہب کے پیرو بھی یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ کہ بسا اوقات وہ لوگ جو احکام خدا (عقائد اسلام) سے منکر ہوئے، آرزو کرتے ہیں کہ کاش ہم مسلمان ہوتے۔ فَافْهَمْ۔ فَتَدَبَّرْ! (باقی)

قارئین ریویو سے
چند سوالات
(۱) [illegible]
(۲) آپ نے ریویو کا سال رواں کا چندہ ارسال فرما دیا ہے؟
(۳) آپ اس سال ریویو کی کسی قدر مالی عطیہ سے مالی امداد فرمائیں گے؟
(۴) آپ ریویو کی توسیع اشاعت کے لئے کوئی عملی ثبوت پیش کر سکیں گے؟
(۵) [illegible]
جواب کا منتظر
مینجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو)
قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روایاتِ جناب محمد کرم الٰہی صاحب

ذکرِ حبیب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے کافی عرصہ قبل کا یہ واقعہ ہے، کہ کمترین اس وقت کے معمول کے موافق ہفتہ عشرہ کے لئے دارالامان میں مقیم تھا۔ موسم چونکہ گرما کا تھا، اس لئے مغرب اور عشاء کی نمازیں مسجد مبارک کی چھت پر پڑھی جاتی تھیں۔ اور حضور علیہ السلام بعد نماز مغرب جانب شمال فصیل پر تشریف فرما ہوتے، اور حاضر الوقت احباب سامنے بیٹھ کر حضورؑ کے کلام مبارک سے فیض یاب ہوتے۔ جماعتِ نماز مغرب بہ امامت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ادا ہوئی بعد ادائے فرائض مولوی صاحب مرحوم غالباً گرمی کی شدت کے سبب صحن کے گوشۂ جنوب مشرق کی طرف جا کر نماز سنت پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر جو مولوی صاحب اس طرف تشریف لائے جہاں حضورؑ کے سامنے ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انکی نگاہ خاکسار پر پڑی اور بے ساختہ حضورؑ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ " حضرت صاحب یہ پٹیالہ والا شیخ جو حضورؑ کے سامنے بیٹھا ہے، ایہہ ساتھوں گھٹ نیچری نہیں تہا۔ اس نے بھی ہماری طرح سید صاحب کی بہت کتابیں دیکھی ہیں، ایہہ حضورؑ دی کشش ہے جو اسنوں کھینچ لیائی اینہیں تاں ایہہ لوگ کسے ہوردی گل سننے والے نہ کن۔"

حضور علیہ السلام نے مولوی صاحب کا یہ کلام سُنکر خاکسار کی طرف مخاطب ہو کر دریافت فرمایا کہ آپ نے سید صاحب کی کتابیں دیکھی ہیں۔ خاکسار نے سید صاحب کے چند رسالہ جات اور کتب کا نام لیکر عرض کیا، کہ ان کے علاوہ میں ان کے رسالہ تہذیب الاخلاق کا کئی سال مستقل خریدار بھی رہا۔ اور اس کی سابقہ جلدیں بھی منگا کر دیکھیں۔ اس پر حضورؑ نے دریافت فرمایا، کہ آپ نے یہ کتابیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیوں دیکھیں؟ خاکسار نے عرض کیا، کہ ایک پڑھے لکھے خاندان کا فرد ہونے اور اکثر علمی تذکرہ رہنے اور حالات مذاہب کے سنتے رہنے سے طبیعت میں ایک میلان پیدا ہوگیا۔ سکول میں محلہ میں اپنے ہم عمروں کے ساتھ انکے مذہب کے متعلق گفتگو کرتے۔ اور اگر وہ اسلام کے متعلق کوئی اعتراض کرتے تو اس کے جواب دینے کی کوشش کرتے۔ اگر اپنا جواب کم وزن معلوم ہوتا تو اپنے مولویوں سے دریافت کرتے۔ مولوی صاحبان بجائے کوئی جواب بتانے کے الٹا ہمیں کہتے کہ یہ تمہارا کام نہیں علماء کا کام ہے۔ تم کو ایسے جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ ہم خاموش ہو رہتے۔ مگر سید صاحب کی کتابوں سے امداد ملجاتی، اور ہم جواب دینے کے قابل ہوجاتے، اس لئے اس طرف رجحان بڑھنا قدرتی بات تھی۔ اس پر حضورؓ نے دریافت فرمایا کہ اب ہماری کتابیں بھی دیکھی ہیں؟ جواباً خاکسار نے عرض کیا، کہ حضور اردو میں جو کتابیں شائع ہوئی ہیں، انکو میں اکثر منگا لیتا ہوں اور پڑھتا بھی ہوں۔ حضورؓ نے دریافت فرمایا، کہ سید صاحب کی کونسی کتاب دل کو زیادہ پسند آئی؟ عرض کیا کہ خطباتِ احمدیہ جو انہوں نے لندن کے قیام میں پادریوں کے اعتراضات کے جوابات وہاں کی میوزیم کے پرانے سنگین کتبوں اور آثار قدیمہ کے اصولوں سے دئے ہیں۔ دوسری تبئین الکلام انکی تصنیفات میں اعلیٰ پایہ کی کتابیں ہیں۔ حضورؓ نے فرمایا کہ بیشک، خطبات احمدیہ سید صاحب نے بڑی محنت سے لکھی ہے۔

پھر حضورؓ نے دریافت فرمایا کہ اب آپ نے ہماری کتابیں بھی دیکھی ہیں۔ ہماری تعلیم اور سید صاحب کی تعلیم میں کیا فرق محسوس کیا؟ خاکسار نے عرض کیا، حضور مجھ جیسا کم علم کیا اس بارہ میں عرض کرسکتا ہے؟ اس پر حضورؓ نے فرمایا کہ ہماری غرض کوئی علمی فرق دریافت کرنا نہیں، بلکہ ہماری غرض وہ فرق ہے جو آپ کی طبیعت نے محسوس کیا۔ پھر فرمایا، کہ جلدی نہیں آپ سوچ کر جواب دیدیں۔ اس پر تھوڑی دیر تامل کے بعد خاکسار نے عرض کیا کہ حضور، اس کا جواب اگر میں الفاظ میں ادا نہ کرسکوں تو میں ایک مثال میں ادا کردوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا مثال میں ہی سہی۔ اس پر خاکسار نے عرض کیا، کہ سید صاحب کی کتب کے بعد جواب کی قدرت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسافر تمازتِ آفتاب میں کسی ریگستان کے سفر میں پیاس سے بیتاب ہو کر پانی کا متلاشی ہو، اور کسی جگہ اسکو ایک چھپڑی پانی کی نظر پڑ جائے، وہ اس میں سے چند چلو پانی پی کر اپنے آپکو موت سے بچالے اور آگے چلنے کے قابل ہو جائے، اور بس۔ لیکن حضور کی تعلیم کا یہ عالم ہے جیسے پیاسے کو دودھ اور برف بلکہ کیوڑہ سے بلب پیالہ مل جائے اور وہ اس کو سیر ہو کر پی کر کامل اطمینان قلب حاصل کرلے۔ حضورؑ نے یہ سنکر مسکراتے ہوئے فرمایا، کہ یوں نہیں کسی مسئلہ پر مثال دیکر بتاؤ۔ خاکسار پھر متامل ہوا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ کچھ جلدی نہیں سوچ کر جواب دے سکتے ہیں۔ خاکسار سوچ رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا، کہ مولوی صاحب کو یہ آج کیا سوجھی، امتحان کا پرچہ دلا دیا۔ آخر تامل کے بعد خاکسار نے حضور کو مخاطب پا کر عرض کیا، کہ مثال کے طور پر مسئلہ معراج نبوی ہے۔ غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاں معراج کی رات کو آسمان سے ایک براق گھوڑا آیا جو انکے پیغمبر کو سوار کرا کر آسمانوں پر لے گیا۔ ساتوں آسمانوں کی اور بہشت دوزخ کی سیر کرا کر واپس چھوڑ گیا۔ یہ سب کچھ اتنے وقت میں ہوا۔ کہ جس بستر سے آپ اٹھ کر سوار ہوئے تھے، وہ ہنوز گرم تھا۔ اور جس دروازہ کو کھول کر باہر نکلے، اس کی کنڈی ہنوز اس حرکت سے بند نہ ہوئی تھی جو دروازہ کھولنے کی وجہ سے شروع ہوئی تھی۔ سید صاحب کی کتب سے جواب ملتا، کہ وہ ایک خواب تھا۔ ظاہر ہے کہ خواب پر کوئی علمی اعتراض نہیں ہو سکتا، خواہ انسان ہاتھی اڑتا اور ہوا میں پھرتا دیکھے۔ لیکن اس جواب سے بجز اس کے کہ معترض کا منہ بند ہو جائے، معراج کی بھی کوئی حقیقت یا وقعت باقی نہ رہی۔ سائل اور مجیب دونوں ایک ہی سطح پر آرہے۔ مگر یہ حضورؑ کی تعلیم ہے کہ معراج ایک کشف کے عالم میں ہوا اور کشف ایک روحانی سیر ہے جو بیداری کے عالم میں ہوتی ہے اور اس میں جو عجائبات پیش نظر ہوتے ہیں وہ آئندہ واقعات کے متعلق ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتے اور اکثر تعبیر طلب ہوتے ہیں اس سے خلاف عقل ہونے کا اعتراض بھی رفع ہو جاتا ہے اور معراج کی وقعت میں بھی فرق نہیں آتا۔ اور آئندہ واقعات سے اسکی تطبیق ہو کر اس کشف اور اس کے دیکھنے والے کی علو مرتبت کا پتہ لگتا ہے۔ یہ سنکر حضورؑ نے مولوی عبدالکریم صاحب سے فرمایا، کہ مولوی صاحب! آپنے دیکھا، یہ سوالات میں نے اس لئے کئے تھے کہ تا معلوم ہو جاوے کہ انکو ایک پیاس و تڑپ تھی اور اس کے رفع کرنیکے خواہشمند تھے اس لئے خدا نے رہبری فرمائی اور انکو یہاں تک پہنچا دیا۔ جن لوگوں کو پیاس ہو وہ کیا غرض رکھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اداریہ:-

ریویو آف ریلیجنز اردو کے اس ماہ کے رسالہ کے ساتھ ماہ نامہ ہذا سے میرے تعلق کا تیسرا دور شروع ہوتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید رکھتا ہوا اور اس سے اعانت و توفیق چاہتا ہوا دعا کے ساتھ اس کی ابتدا کرتا ہوں۔

پہلا دور اس تعلق کا وہ تھا جب ۱۹۲۶ء سے ۱۹۲۱ء تک، مجھے اس کے ایڈیٹوریل سٹاف میں کام کرنے کا موقعہ اور شرف میسر آیا۔ اُس زمانہ میں ریویو آف ریلیجنز انگریزی لنڈن سے شائع ہوتا تھا۔ اور "خانصاحب" منشی فرزند علی صاحب اس کے ایڈیٹر تھے۔ میں بطور معاون ان کے ساتھ کام کرتا تھا۔

دوسرا دور اس تعلق کا میری جاپان سے واپسی کے بعد شروع ہوا۔ جب رسالہ ریویو انگریزی کی ایڈیٹری اور مینجری کے فرائض میرے ذمہ کئے گئے۔ ستمبر ۱۹۳۸ء سے مئی ۱۹۴۳ء تک میں جیسے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی انگریزی رسالہ کو ایڈٹ کرتا رہا۔ اب اردو رسالہ کا کام بھی میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور جریدہ ہذا کے ساتھ میرے تعلق کا یہ تیسرا دور ہے۔

میں اپنی علمیت اور قابلیت پر نظر رکھتے ہوئے دل میں ڈرتا ہوں کہ میں ان فرائض کو شاید کما حقہٗ ادا نہیں کر سکوں گا، مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر توفیق ملے تو اسمیں کیا شک ہے کہ بے مایہ اور بے علم انسان بھی بسا اوقات محسوس اور گرانقدر کام سرانجام دے جاتے ہیں۔ لہذا میں اسی کے فضل اور رحم کا امیدوار ہوں۔

جو دوست اس وقت تک اردو ریویو آف ریلیجنز کی قلمی اور مالی اعانت فرماتے رہے ہیں اس کے لئے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آئندہ کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلہ اعانت کو جاری رکھیں، خصوصًا وہ احباب جو قلمی اعانت فرماتے رہے ہیں۔ کیونکہ کسی جریدہ کی کامیابی کا یہی ایک بڑا راز ہے کہ اسے مختلف دماغوں سے نکلے ہوئے مضامین میسر آتے رہیں۔ اور لکھنے والوں کی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں ہرگز کمی نہیں، اہل علم کی کمی نہیں، علمی مشغلہ رکھنے والوں کی کمی نہیں، تقوٰی اور طہارت، روحانیت اور عرفان الٰہی سے وافر حصہ پانے والوں کی کمی نہیں۔ اور یہ دوست اگر قلمی اعانت اور اپنی پیہم شبی دعاؤں کے ساتھ اس رسالہ کی طرف متوجہ رہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس جریدہ کے بارے میں جو خواہش تھی اس کا اپنی پوری شان اور آب و تاب کے ساتھ پورا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کیجاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع دے۔

نمبر ۱۳۳۰۶ منکہ محمود احمد ولد مرزا احمد افضل صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ ماہ شہادت (اپریل) ۱۳۲۳ ہش ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے والد صاحب بفضل ایزدی ابھی زندہ ہیں اس لئے غیر منقولہ جائداد کی تقسیم نہیں کیجا سکتی۔ ہاں میری وفات کے بعد کچھ قسم جائداد میں سے اگر کچھ ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) میں دفتر الفضل سے مبلغ ۳۰ روپیہ ماہوار لے رہا ہوں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کے حق میں کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں میری فی الحال کوئی جائداد نہیں۔ (۳) آمد کی کمی بیشی کی اطلاع سیکرٹری صاحب مقبرہ بہشتی کو دیتا رہوں گا۔ یہ وصیت میری آمد کی کمی و بیشی پر بہر حال حادی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ میری اس وصیت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ العبد محمود احمد کلرک دفتر الفضل قادیان۔ گواہ شد عطاء اللہ کلرک الفضل۔ گواہ شد امیر محمد کلرک الفضل۔

نمبر ۶۷۱۰ منکہ سردار بی زوجہ مولوی محمد شفیع صاحب قوم قریشی (فاروقی) پیشہ خانہ داری عمر تقریباً ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء تقریباً ساکن بھیرہ محلہ معماراں ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ ہجرت ۱۳۲۳ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جسقدر جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم وصیت کردہ سے منہا کردیجائے گی۔ میری جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ۱۔ چوڑیاں طلائی ۳½ تولہ ۲۸۰ روپے ۲۔ کانٹے طلائی تولہ ۸۰ روپے ۳۔ انگوٹھی طلائی ۳ عدد یکتولہ ۸۰۔ کل قیمت ۸۰ روپے تولہ کے حساب سے ۴۴۰ روپے بنتی ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ میں اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کرونگی۔ میرے خاوند کے ذمہ میرا حق مہر کوئی نہیں۔ الامۃ سردار بی بقلم خود۔ گواہ شد احمد شفیع قریشی سیکرٹری جماعت احمدیہ میانوالی گواہ شد محمد شفیع موصی پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ میانوالی خاوند موصیہ۔

نمبر ۶۶۱۰ منکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان بی بی زوجہ محمد صدیق قوم کشمیری پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۰/۱۲/۲۸
ساکن چانگریاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ماہ امان ۱۳۲۲ ہش
حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ ۱۔ میری وفات کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰
حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد
خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم
یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل
ہے۔ نقد مبلغ ۵۰۰ روپیہ۔ زیور کینٹھا طلائی قیمت یکصد روپیہ۔ کل مبلغ ۶۰۰ روپیہ کے ۱/۱۰
حصہ کی وصیت ہے۔ (مہر وصول ہوچکا ہوا ہے) الامۃ رمضان بی بی نشان انگوٹھا۔
گواہ شد عبد الکریم بقلم خود سیکرٹری مال جماعت احمدیہ مانگا۔ گواہ شد حکیم محمد فیروز دین قریشی
انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد غلام رسول پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مانگا و چانگریاں۔

نمبر ۶۶۱۷۔ منکہ سید ظہیر الحق ولد حاجی سید اسحٰق صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر
قریباً ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن جمشید پور ضلع سنگھ بھوم بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد
نہیں۔ ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل کمپنی میں یومیہ اجرت پر ملازم ہوں۔ میری ماہوار آمد ۴۰ اور
۵۰ روپے کے درمیان ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان
کرتا ہوں جو کہ میں ماہ بماہ ادا کردیا کروں گا۔ اس کے علاوہ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت
ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ سید ظہیر الحق احمدی
بقلم خود۔ گواہ شد بشیر احمد چغتائی سیکرٹری دعایا جمشید پور۔ گواہ شد عبد الحق۔ یہ
جمشید پور بقلم خود۔

نمبر ۶۶۸۶۔ منکہ نور بیگم زوجہ قاضی حبیب اللہ صاحب قوم قریشی
پیشہ امور خانہ داری عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن شاہدرہ طبیہ کالج ضلع شیخوپورہ
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری
اس وقت سوائے حق مہر مبلغ ۵۰۰ روپیہ کے جو ابھی تک میرے خاوند قاضی حبیب اللہ صاحب
کے ذمہ ہے کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میں اپنے حق مہر کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں اپنی زندگی میں یہ رقم انشاءاللہ ادا کردونگی اگر میں کسی وجہ سے ادا نہ کرسکوں تو میرا خاوند اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اگر میری اس کے علاوہ کوئی اور جائداد بھی میرے مرنے کے بعد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن وارث ہوگی۔ میں نے ۲ روپے ۸ ر اعلان وصیت ادا کردیا ہے اور شرط اول بھی اس میں شامل ہے۔ الامۃ نور بیگم نشان انگوٹھا۔ گواہ شد قاضی حبیب اللہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال قادیان **نمبر ۶۶۹۰** منکہ امۃ الرحمن زوجہ عبدالرحمن خان کمپونڈر قوم پٹھان عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۸/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری کل جائداد بصورت زیور یکصد روپیہ ہے۔ حق مہر مبلغ ۲۰ روپے بذمہ خاوند ہے۔ میری ماہانہ آمد موجودہ وقت میں کوئی نہیں ہے۔ میں اپنی جائداد مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میں اقرار کرتی ہوں کہ میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی رقم کو ایک روپیہ ماہانہ کے حساب سے انشاءاللہ ادا کردونگی۔ نیز اگر میں اس کے علاوہ کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ امۃ الرحمن بقلم خود۔ گواہ شد عبدالرحمن خان خاوند موصیہ۔ گواہ شد ڈاکٹر محمد احمد **نمبر ۶۶۹۸** منکہ بشیر فاطمہ زوجہ محمد یوسف خان فٹر۔ قوم پٹھان پیشہ خانہ داری۔ عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۲۳ مارچ ۱۹۲۴ء ساکن موضع بستی موودہ ضلع ہوشیارپور۔ حال قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۸/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ تفصیل جائداد منقولہ :- ۱۔ حق مہر بذمہ شوہر مبلغ ۵۰۰ روپے۔ ۲۔ کانٹے طلائی ایک جوڑی وزن یکتولہ۔ ۳۔ ٹکا طلائی ایک عدد یکتولہ۔ ۴۔ ایک عدد کپڑے سینے کی مشین قیمت اندازاً یکصد روپیہ۔ بحق انجمن ہٰذا جائداد کی کل قیمت کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی اور جائداد ثابت ہوئی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میری ماہوار آمدنی ہوئی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتی رہوں گی۔ الامۃ بشیر فاطمہ بقلم خود۔ گواہ شد محمد یوسف خان خاوند موصیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ ۔	دنیا اور آخرت میں ۔

اس روایت سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے، کہ امام جعفر صادق رضؓ حضرت ابو بکر رضؓ کو صدیق مانتے تھے، اور آپکی سنت کو قابل تقلید یقین کرتے تھے۔ اسی لئے تو آپ نے اپنی جوتے کی صحت کے ثبوت میں حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے طرز عمل کو بطور نمونہ پیش کیا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے بعد صدیقین کا ذکر بلافصل کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:- مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ (سورہ نساء ع ۹) کہ جو شخص اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا، نبیوں سے، صدیقوں سے، شہیدوں سے اور صالحین سے۔

پس حضرت امام جعفر صادق رضؓ کا حضرت ابو بکر رضؓ کو الصدیق قرار دینا اس بات پر دال ہے، کہ آپ انکی خلافت بلافصل کے قائل تھے۔

آنحضرت صلعم کا حضرت ابو بکر رضؓ کو صدیق قرار دینا

دلیل ہفتم۔ احتجاج طبرسی میں علامہ طبرسی حضرت امیر المومنین علی رضؓ سے یوں روایت کرتے ہیں:-

"کُنَّا مَعَہٗ عَلٰی جَبَلِ حِرَآءَ اِذْ تَحَرَّکَ الْجَبَلُ فَقَالَ لَہٗ قِرَّ فَاِنَّہٗ لَیْسَ عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ وَّصِدِّیْقٌ وَّ شَھِیْدٌ ۔	ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حرا پہاڑ پر، ناگاہ اس پہاڑ کو جنبش ہوئی۔ پس رسول اللہ نے اسے کہا (اے پہاڑ) قرار پکڑ، کیونکہ کوئی نہیں ہے تجھ پر سوائے ایک نبی اور ایک صدیق اور ایک شہید کے

اس قول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضؓ کے لئے صدیق اور حضرت علی رضؓ کے لئے شہید کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اور نبی، صدیق، شہید کے الفاظ کو اسی قرآنی آیت کی ترتیب کے مطابق آگے پیچھے رکھ کر جس کا دلیل ششم میں ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضؓ کی خلافت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہ شد عبدالحمید عارف پریزیڈنٹ حلقہ گڑھی شاہو لاہور۔ **نمبر ۶۶۸۷** منکہ قائم الدین ولد اللہ جوایا صاحب قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۶۰ پیدائیشی احمدی ساکن بھینی بانگر ڈاکخانہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ۵ گھماؤں زمین چاہی و بارانی ہے۔ جس کی قیمت اندازاً ۲ ہزار روپیہ ہے اور ایک مکان خام قیمتی یکصد روپیہ اور مال مویشی دو صد روپیہ۔ اس کل جائداد قیمتی ۲۳۰۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا قائم الدین۔ گواہ شد محمد دین بھینی بانگر گواہ شد نشان انگوٹھا فضل دین برادر موصی۔ **نمبر ۶۶۸۸** منکہ فضل دین ولد اللہ جوایا صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائیشی احمدی ساکن بھینی بانگر ڈاکخانہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد پانچ گھماؤں زمین چاہی و بارانی ہے۔ قیمتی ۲۰۰۰ روپے۔ ایک مکان خام واقع موضع بھینی بانگر قیمتی یکصد روپیہ۔ اس کل جائداد قیمتی ۲۱۰۰ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۴۵ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز اگر میری وفات کے بعد میری اور کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا فضلدین۔ گواہ شد نشان انگوٹھا قائم الدین برادر موصی۔ گواہ شد محمد دین بھینی بانگر۔ **نمبر ۶۶۹۷** منکہ آمنہ بیگم زوجہ چوہدری اللہ رکھا صاحب قوم جٹ ساہی عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت اپریل ۱۹۲۷ء پیشہ زراعت ساکن ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرے زیورات میرے خاوند مذکور نے فروخت کر دئیے تھے جن کی قیمت اندازاً ۳۰۰ روپیہ تھی۔ وہ میرے خاوند کے ذمہ ہے اور مہر مبلغ ۳۲ روپے میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ مبلغ ۳۳۰ روپے کا ۱/۱۰ حصہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتی ہوں مبلغ ۱۰ روپے حصہ وصیت میں سے ادا کرتی ہوں۔ باقی انشاء اللہ میں اپنی زندگی میں ادا کردوں گی۔ اس کے علاوہ فی الحال میری کوئی جائداد نہیں۔ اگر میرے مرنے کے بعد اور کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ نشان انگوٹھا آمنہ بیگم۔ گواہ شد شکر اللہ مدرس مدرسہ احمدیہ تحریک جدید ڈسکہ۔ گواہ شد محمد نواز بقلم خود ڈسکہ کلاں۔ گواہ شد نشان انگوٹھا چوہدری اللہ رکھا خاوند موصیہ۔

نمبر ۶۶۵۶ منکہ شرافت حسین ولد سید مہدی حسین قوم سید پیشہ تجارت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دہلی وارد حال بریلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) ایک قطعہ مکان واقع بریلی جسکی مالیت تقریباً مبلغ ۸۰۰ روپیہ ہے۔ (۲) ایک قطعہ مکان واقع دھوبی واڑہ دہلی جس کی مالیت تقریباً مبلغ ۲۰۰۰ روپیہ ہے۔ (۳) " " " گلی لوچیاں " " ۱۴۰۰ " "۔ اس کے علاوہ کاروبار فرنیچر (فرم بنام احمدیہ فرنیچر سٹور) واقع کشمیری دروازہ دہلی جسکی مالیت تقریباً مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ ہے۔ کل میزان ۵۴۰۰ روپیہ۔ مندرجہ بالا نمبر ایک سے چار تک کے نصف مبلغ ۲۷۰۰ کی مالیت کا میں مالک ہوں۔ یہ نصف حصہ مجھ کو میرے والد بزرگوار مرحوم سے ورثہ میں ملا ہے۔ (۵) اس کے علاوہ ایک کنال زمین جو میری اپنی زرخرید ہے واقع محلہ دارالبرکات قادیان ہے، جسکی مالیت تقریباً مبلغ ۲۵۴ روپے ہے۔ (۶) میری موجودہ آمدنی جو میں اپنی جیب خرچ کے لئے فرم مذکورہ بالا سے لیتا ہوں مبلغ ۱۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ اس تمام منقولہ و غیر منقولہ جائداد کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو انجمن ہذا کو حق ہے کہ وہ اس کا بھی ⅒ حصہ لے۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنے حصہ وصیت کی جو رقم ادا کردوں گا وہ حصہ وصیت سے ادا سمجھی جائے گی۔ العبد سید شرافت حسین بقلم خود گواہ شد مرزا منیر احمد۔ گواہ شد اقبال علی غنی۔

نمبر ۶۶۵۷ منکہ مسمی عبد اللطیف ولد حاجی اللہ دتا صاحب قوم کھوکھر راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت فروری ۱۹۳۹ء موضع بٹھے کلاں ڈاکخانہ چھاؤنی سیالکوٹ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے
(۱) ۱۰ مرلہ زمین سفید قیمتی ۳۵۰ روپیہ واقع محلہ دارالبرکات قادیان ہے۔ (۲) میرے والد صاحب
اسوقت خدا کے فضل سے زندہ ہیں اور ان کے پاس رہائشی مکان کے علاوہ یہ سکنی زمین اندازاً
۵۴ مرلہ ہے۔ میں اس جائداد کے ۱/۳ حصہ کا مالک ہوں لیکن ابھی مجھے اس کا کوئی حق ملکیت
حاصل نہیں ہوا۔ لیکن اس وقت میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مجھے مبلغ ۹۵
روپیہ ماہوار کے حساب سے گورنمنٹ سے ملتی ہے۔ اس کے علاوہ مہنگائی الاؤنس مبلغ
۱۴ روپے ماہوار ملتا ہے جس میں سے مبلغ ۲ روپیہ میں جنگی فنڈ میں کٹواتا ہوں۔ گویا مجھے
کل آمد مبلغ ۱۰۹ روپے میں سے ۱۰۷ روپیہ ماہوار کے حساب سے ملتے ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ
کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ
داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ یہ بھی وصیت کرتا ہوں
کہ میری وفات کے وقت جو جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ
قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن
احمدیہ قادیان بمد وصیت کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔
العبد عبداللطیف اوورسیر ڈسچارج ڈویژن سر گنگا رام بلڈنگ۔ دی مال لاہور۔ گواہ شد
محبوب الٰہی بی اے کلرک دفتر فنانشل کمشنرز لاہور۔ گواہ شد حکیم نذیر احمد برق خاندانی
طبیب ساکن چک ۱۹۵ رکھ ڈاکخانہ چک ۲۰۲ رکھ ضلع لائلپور حال لاہور **نمبر ۱۰۷۶۹** مسنکہ غلام فاطمہ
زوجہ فیروز دین قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۴ پیدائشی احمدی ساکن رائے پور ضلع
سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں
میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ ۴۰۰ روپے ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ۱/۸ حصہ
صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں وصیت کرتی ہوں۔ میں نے اپنے مہر کا ۱/۲ حصہ یعنی ۲۰۰
روپیہ اپنے خاوند سے وصول کر لیا ہوا ہے اور باقی ۲۰۰ روپیہ میرے خاوند کے ذمہ ہے
جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی۔ نیز میری وفات کے بعد اگر اس کے علاوہ
میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کی بھی مالک ۱/۸ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الامۃ غلام فاطمہ بقلم خود۔ گواہ شد نشان انگوٹھا فیروزدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد علی محمد سیکرٹری تعلیم و تربیت رکھا نوالی ضلع سیالکوٹ۔ کاتب الحروف نبی احمد سکرٹری جماعت احمدیہ رائے پور ضلع سیالکوٹ موصی ۳۲۳۳ ۲۲۳ ۔ **نمبر ۶۷۰۳** ۔ منکہ شکر اللہ خاں ولد چوہدری علی بخش صاحب مرحوم قوم ٹھکرا پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۶ء ساکن چک نمبر ۵۶۵ گ ب ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ تبلیغ ۱۳۱۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ایک مربعہ زمین واقعہ چک ۵۶۵ گ ب ضلع لائلپور میں اور ۲ گھماؤں زمین واقع موضع میاہدی ناتوں تحصیل نارووال میں۔ اس مذکورہ بالا رقبہ کے مالک ہم چھ بھائی ہیں۔ گویا اس رقبہ کے ۱/۶ حصہ کا مظہر مالک ہے۔ علاوہ ازیں ۱۰ مرلہ زمین سکونتی قادیان دارالامان واقع متصل کارخانہ مشینہ خاکسار کی ملکیت ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کے نام کرتا ہوں۔ علاوہ اس کے اس وقت مبلغ ۱۷ روپیہ ماہوار کی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ اگر میری اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکا بھی ۱/۱۰ ادا کیا جاوے گا۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائداد کا حصہ ادا کر دوں تو وہ جائداد میں سے وصول شدہ تصور کیا جائے۔ العبد شکر اللہ خاں بقلم خود حال مدرسہ تحریک جدید ڈسکہ گواہ شد محمد ابراہیم عاجز سیکرٹری جماعت احمدیہ ڈسکہ۔ گواہ شد حکیم محمد فیروز دین قریشی۔ انسپکٹر بیت المال حلقہ سیالکوٹ کاتب الحروف۔ **نمبر ۶۷۰۴** ۔ منکہ رحیم بخش ولد مستری محمد رمضان قوم کشمیری پیشہ معماری عمر ۷۰ سال تقریباً تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳۱۲/۵/۲۴ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان پختہ رہائشی واقع ڈسکہ قیمتی ۱½ ہزار روپیہ اس جائداد میں سے ۹۵۰ روپیہ قرضہ ادا کرنا ہے۔ یہ مکان گروی ہے۔ باقی مبلغ ۵۵۰ روپیہ کے ایک ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں، تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد رحیم بخش بقلم خود۔ گواہ شد فتح محمد موسیٰ والا گواہ شد عبدالحی بقلم خود ڈسکوی حال دفتر بیت المال قادیان۔

نمبر ۶۷۰۷ منکہ بوٹے خاں ولد علیا خاں قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۶ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن کاٹھ گڑھ حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۵/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کل جائداد اراضی موازی ۲۶ کنال ہے جسکی بازاری قیمت مبلغ ۲۰۰ روپیہ ہے۔ ایک مکان جس کی بازاری قیمت مبلغ ۳۰۰ روپیہ ہے۔ یہ میری اراضی واقع رقبہ کاٹھ گڑھ ہے اور سب جدی جائداد ہے۔ میں دربانی کا کام کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمد آجکل ۱۲ روپیہ ہے۔ میں اس تمام جائداد اور آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آمدنی کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد بوٹے خان بقلم خود۔ گواہ شد ہدایت اللہ خان کاٹھ گڑھی۔ گواہ شد عبدالرحیم خان کاٹھ گڑھی محلہ دارالفضل قادیان۔

نمبر ۶۷۰۹ منکہ ایم کن ہامو ولد عبدالرحمٰن قوم مسلم پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۹ء ساکن عدن ڈاک خانہ خورمکسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ بڑے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرا کوئی جائداد نہیں ہے اگر مستقبل میں کوئی جائداد خدا کے فضل و کرم سے پیدا ہو جاتا تو میں اسوقت اس کے بارے میں خاص وصیت بھیجوں گا۔ اب میری آمدنی فقط میری ملازمت پر منحصر ہے میری فی الحال کی آمدنی ۹۶ روپیہ ہے۔ ۱۰ از میری آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ میں نے ڈسمبر سے ہی بھیجنا شروع کیا ہے اس وصیت نامہ کیساتھ میں نے ۸ برائے اعلان منی آرڈر کیا ہے۔ آپ کا خادم کنخامو۔ میری موجودہ آمدنی ۱۰۸ روپیہ ہے۔ میری وفات کے وقت اگر کوئی جائداد میری ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد: K. O. Syed Ali V.: Satankulam.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلافصل کے متعلق ایک اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ نبی کے بعد صدیق کا ذکر قرآن مجید میں نبی کے بعد بلافصل ہے، اور شہید کا مرتبہ صدیق کے بعد ہے۔

پس جسے خدا تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم صدیق قرار دے، اس کی خلافت بلافصل سے انکار شیعوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا دعویدار ہوتے ہوئے ہرگز زیبا نہیں۔

ابوبکرؓ و عمرؓ عادل امام

دلیل ہشتم۔ حضرت امام جعفر صادق رضؓ حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کی شان میں فرماتے ہیں:-

"هُمَا إِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَيْهِ فَعَلَيْهِمَا رَحْمَةُ اللهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" (رسالہ اولہ تقیہ فی ثبوت تقیہ)۔	وہ دونوں امام ہیں عادل انصاف کرنے والے وہ دونوں حق پر تھے اور حق پر فوت ہوئے۔ پس ان دونوں پر قیامت کے دن اللہ کی رحمت ہو۔

اس قول میں امام صادق رضؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کو عادل امام قرار دیا ہے، اور انکی زندگی اور موت کو حق پر قرار دے کر انہیں دعائے خیر سے یاد فرمایا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ وہ ان ہر دو بزرگوں کی خلافت کو برحق تسلیم فرماتے ہیں۔

آنحضرت صلعم کی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کی پیشگوئی!

دلیل نہم۔ شیعوں کی معتبر تفاسیر صافی، مجمع البیان، تفسیر علی القمی میں ایک روایت یوں درج ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین حفصہ رضؓ سے فرمایا:-

"اِنَّ اَبَاكِ يَلِي الْخِلَافَةَ بَعْدَ اَبِي بَكْرٍ" بے شک تیرا باپ (عمر رضؓ) خلافت کا والی ہوگا بعد ابوبکر رضؓ کے۔ (تفاسیر مذکورہ در تفسیر سورۃ مریم)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ سے علم دیا جا چکا تھا، کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ آپ کے خلیفہ بلافصل ہونگے اور ان کے بعد آپ کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضؓ ہوں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس شیعہ روایت میں حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ام المومنین حفصہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک سازش کا مرتکب قرار دیا گیا ہے جو سراسر افترا ہے۔ اگر یہ بزرگوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک ایسی ناپاک حرکت کا ارتکاب کرنے والے ہوتے، تو پھر حضرت علیؓ انکی یوں مدح سرائی کیوں کرتے؟ کہ اِنَّ مَكَانَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ لَعَظِيْمٌ وَاِنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجُرْحٌ فِي الْاِسْلَامِ

ماسوا اس کے یہ خبر تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق ایک خوشخبری پر مشتمل تھی۔ اس خبر پر اطلاع پانے کے بعد انکو (آنحضرتؐ) کے خلاف سازش کا ارتکاب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پس سازش کی یہ کہانی سراسر بعد از عقل ہے۔

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے متعلق خدا کی فعلی شہادت

دلیل دہم۔ حضرت ابو بکرؓ اور اسی طرح حضرت عمرؓ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اتنا بلند تھا، کہ ان ہر دو کو اللہ تعالیٰ نے وفات پانے پر روضہ نبوی میں دفن ہونے کی سعادت عطا فرما کر بھی اپنی فعلی شہادت سے اس بات پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے، کہ جس طرح یہ ہر دو بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے رفیق تھے، ویسے ہی جنت میں بھی آپ کے رفیق ہیں۔ کیونکہ روضۂ نبوی کی شان میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔ کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اگر شیعوں میں کسی شیعہ کا کربلائے معلّٰی میں دفن ہونا اس کے لئے باعث سعادت سمجھا جاتا ہے، تو کیوں ان ہر دو بزرگواروں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں اور آپ کے روضہ میں مدفون ہونا جو یقیناً روضۂ جنت ہے، ان کے لئے اس سے بڑھ کر باعث سعادت نہیں۔

اگر شیعہ اصحاب اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے والد یا والدہ کی قبر دو ناپاک اور شریروں کی قبروں کے متصل ہو، تو خدا تعالیٰ کی غیرت جو انسانی غیرت سے بڑھ کر ہے، بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانی غیرت کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں، کیونکر برداشت کر سکتی تھی کہ سید الانبیاء و فخر المرسلین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ میں وہ کسی ناپاک فاسق اور مرتد کے دفن ہونے کو پسند کرے، اور اس کے دفن ہونے کا موقعہ پہنچنے دیں۔

پس شیعہ اصحاب اپنی جانوں پر بہت ظلم کر رہے ہیں کہ وہ ان ہر دو مقدس بزرگوں کو جو جنت میں خدا کے سایہ عاطفت کے ماتحت زندگی بسر کر رہے ہیں اور جن پر خدا تعالیٰ کی رضا کا مقام پانے کے متعلق خدا تعالیٰ کی قولی اور فعلی شہادتیں گواہ ہیں، برائی اور حقارت اور طعن آمیز اور مکروہ کلمات سے یاد کر کے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ انکی آنکھیں کھولے۔

فدک کا معاملہ خلافت ابوبکرؓ کی دلیل ہے

دلیل یازدہم۔ سب سے بڑا طعن جو شیعوں کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ پر کیا جاتا ہے، وہ فدک کے معاملہ میں ہے کہ آپ نے یہ باغ حضرت فاطمۃ الزہراء کو نہ دیا۔ حالانکہ شیعوں کی اپنی مستند کتاب شرح نہج البلاغہ لابن میثم بحرانی سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے باغ فدک سے حضرت فاطمہؓ کا حصہ نہیں دیا تھا، اور حضرت فاطمہؓ آپ سے راضی ہوگئی تھیں۔ چنانچہ اس روایت میں لکھا ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا، کہ فدک مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ کیا ہوا ہے۔ تو آپ نے اس کے متعلق شہادت طلب فرمائی۔ اس پر حضرت علی، ام ایمن، حضرت عمر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم نے شہادت دی۔ یہ شہادت سننے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا:۔

"صَدَقْتِ یَا ابْنَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ صَدَقَ عَلِیٌّ وَ اُمُّ اَیْمَنَ وَ صَدَقَ عُمَرُ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ذٰلِکَ اِنَّ لَکِ مَا لِاَبِیْکِ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَاْخُذُ مِنْ فِدَکٍ قُوْتَکُمْ وَ یَقْسِمُ الْبَاقِیَ وَ یَحْمِلُ عَنْہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ لَکِ عَلَی اللّٰہِ اَنْ

"سچ کہا تم نے اے بیٹی رسول اللہؐ کی۔ اور سچ کہا علی نے اور ام ایمن نے، اور سچ کہا عمر اور عبد الرحمٰن نے، اور وہ یہ ہے کہ تمہارے لئے ہے جو تمہارے باپؐ کے لئے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک سے تمہاری خوراک لے لیتے تھے اور باقی تقسیم فرما دیتے تھے اور فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے تھے اور میرا تم سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں!

صرف ۲۵ پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
سرمہ چشم آریہ	تحفہ گولڑویہ
آئینہ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصّہ
شہادۃ القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
چشمۂ معرفت	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

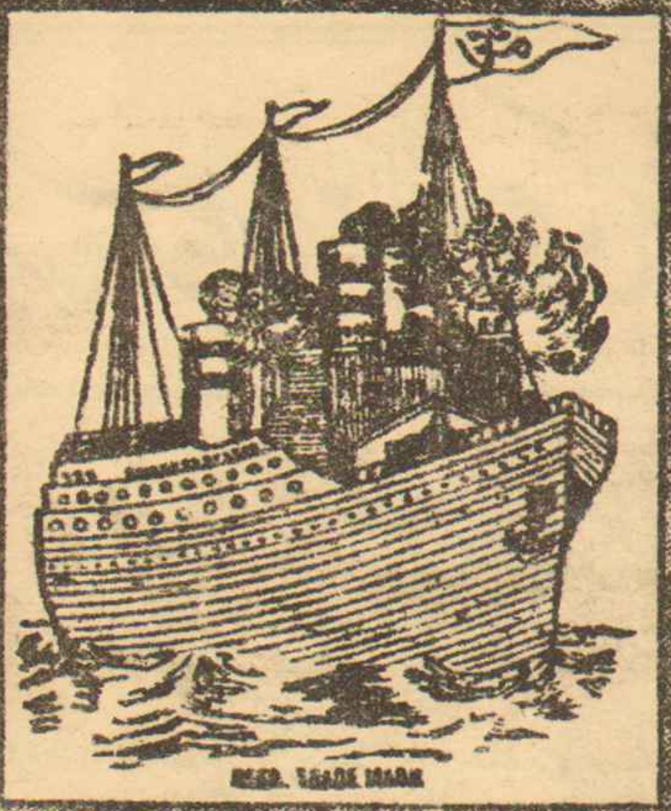

پائیدار۔
پختہ رنگ۔
عمدہ کوالٹی۔
قیمت میں
ارزاں۔

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید۔ پاپلین (رنگین وسفید)
خاکی زین۔ ٹول۔ پگڑی کلاتھ۔ سفید زین و ٹول۔ مکھن زین
نیلی زین۔ کوری زین۔ دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ۔
شیٹنگ کلاتھ۔ ٹیبل کلاتھ۔ نیپکن۔ تولیئے۔ جھاڑن وغیرہ۔

باوا پرڈمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر
برانچیں۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ کوئٹہ

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے مالکان کیلئے شائع کیا)